جون ۲۰۰۹

خالد اسحاق

ماہنامہ

راہنمائے عملیات

لاہور

جناب سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ

ان مضامین کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام کو اصحاب رسول ﷺ کا تعارف کروایا جائے اور اِن کی خدمات پر روشنی ڈالی جائے ہمارے ہاں چند اصحابؓ کے بارے لوگوں کو علم ہے۔ باقی اصحابؓ رسول کی خدمات سے عام لوگ لاعلمی کا شکار ہیں۔

نوجوان سعید بن عامر جمحیؓ ان ہزاروں انسانوں میں سے ایک تھے تو سرداران قریش کی دعوت پر مکہ سے باہر مقام تنعیم پر صحابی رسول ﷺ جناب خبیب بن عدیؓ کے قتل ہوتے دیکھنے اکٹھا ہوئے تھے، جن کو کفار نے غداری سے گرفتار کیا تھا۔

آپ اپنی بھرپور جوانی اور پُر جوش شباب کے بل پر مجمع کو دھکیلتے ہوئے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے رؤساء قریش کے پہلو میں جا کھڑے ہوئے۔ شور غل کے درمیان سے ابھرتی ہوئی خبیبؓ کی وہ باوقار اور پُرسکون آواز سنی ''اگر تم لوگ چاہو تو قتل سے پہلے مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کا موقع دے دو''۔

پھر سعیدؓ نے دیکھا کہ حضرت خبیبؓ نے دو دو رکعتیں کتنی حسین اور مکمل پڑھیں۔ اور قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا'' واللہ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم میرے متعلق اس بدگمانی میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ میں موت سے ڈر کر نماز کو طول دے رہا ہوں تو میں اور بھی اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتا (۱)۔

پھر سعیدؓ نے بہ چشم سر اپنی قوم کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زندہ ہی خبیبؓ کا مثلہ کر رہے ہیں، اور کہتے جاتے ہیں'' کیا تم یہ بات پسند کرو گے کہ اس وقت محمد ﷺ تمہاری جگہ یہاں ہوتے اور تم اس تکلیف سے نجات پا جاتے؟'' تو خبیبؓ نے جواب دیا (جبکہ جسم سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا)'' واللہ! مجھے تو اتنا بھی گوارا نہیں کہ میں امن و اطمینان کے ساتھ اپنے اہل و عیال میں رہوں اور ان کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے (۲)۔

اور یہ سنتے ہی لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے ہوئے چیخنا شروع کر دیا'' مار ڈالو اسے، قتل کر دو اسے''۔

پھر جناب خبیبؓ نے تختہ دار ہی سے اپنی نظریں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہوئے کہا'' اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے گن لے۔ انہیں منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ'' (۳)۔

پھر انہوں نے آخری سانس لیا اور روح پاک اپنے رب کے حضور پہنچ گئی۔ اس وقت ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ان گنت زخم تھے۔

بعد میں ہونے والے دیگر مختلف اور بڑے واقعات کے بعد لوگ ان کا واقعہ بھول گئے۔ لیکن نوجوان سعد بن عامر جمحیؓ خبیبؓ کی مظلومیت اور ان کے دردناک قتل کے اس دل خراش منظر کو اپنے لوح ذہن سے ایک لمحہ کے لیے محو نہ کر سکے۔ سوتے تو خواب میں اور عالم بیداری میں اپنے خیالات میں ان کو موجود پاتے۔ خبیبؓ نے سعیدؓ کو وہ باتیں بتادیں جو پہلے سے ان کے علم میں نہ تھیں۔ ایک تو یہ کہ حقیقی زندگی یہی ہے کہ آدمی ہمیشہ سچے عقیدے کے ساتھ چمٹا رہے اور زندگی کی آخری سانس تک اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتا رہے۔ دوم یہ کہ ایمان راسخ کیسے کیسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہے اور اس سے کتنے محیر العقول افعال ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ وہ شخص جس کے ساتھ اس سے اس طرح ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں واقعی برحق رسول اور سچا نبی ہے اور اسے آسمانی مدد حاصل ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے سعید بن عامر کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیا۔ وہ قریش کی ایک مجلس میں پہنچا اور وہاں کھڑے ہو کر اس نے قریش اور ان کے کالے کرتوتوں سے اپنی بے تعلقی و نفرت اور ان کے معبودان باطل سے اپنی بے زاری و برات اور اپنے دخولِ اسلام کا برملا اور کھلم کھلا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد جناب سعید بن عامر ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور مستقل طور پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کر لی۔ اور ہمیشہ کفر کے خلاف شمشیر برہنہ بن گئے۔ اپنی تمام جسمانی اور نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے تابع کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے دونوں جانشین جناب ابوبکر صدیقؓ اور جناب عمر فاروقؓ ان کی نصیحتوں کو بہت غور و توجہ سے سنتے اور ان کی باتوں پر پورا پورا دھیان دیتے تھے۔ ایک بار وہ جناب عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت کے ابتدائی ایام میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے ان سے کہا'' جناب عمرؓ! میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ رعایا کے بارے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوگوں کا کوئی خوف نہ کیجئے۔ آپ کے اندر قول و عمل کا تضاد نہ پایا جائے، بہترین قول وہی ہے، جس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہو۔

انہوں نے سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا'' جناب عمرؓ! دور و نزدیک کے ان تمام مسلمانوں پر

(۱) اور (۳) صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث ۴۰۸۶ (۲) سیرت ابن ہشام مترجم، صفحہ ۴۰۱

ہمیشہ اپنی توجہ مرکوز رکھیے جن کی ذمہ داری اللہ تعالی نے آپ پر ڈالی ہے، اور ان کے لیے وہی باتیں پسند کیجئے جو آپ خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے پسند کرتے ہیں اور حق کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرے کی بھی پرواہ نہ کیجئے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیے''۔

''جناب سعیدؓ! یہ سب کس کے بس کی بات ہے؟'' جناب عمرؓ نے ان کی یہ باتیں سن کر کہا'' یہ آپ جیسے شخص کے بس کی بات ہے، جس کو اللہ تعالی نے امت محمدﷺ کا ذمہ دار بنایا ہے، جس کے اور اللہ کے درمیان کوئی دوسرا حائل نہیں ہے'' جناب سعیدؓ نے کہا۔

اس گفتگو کے بعد خلیفہؓ نے جناب سعیدؓ سے حکومت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلے میں تعاون کی خواہش ظاہر کی، اور فرمایا'' جناب سعیدؓ میں تم کو حمص کا گورنر بنا رہا ہوں''۔

''عمرؓ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، مجھے آزمائش میں نہ ڈالیے۔ جناب سعیدؓ نے جواب دیا۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے قدرے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا'' اللہ تعالی تمہارا بھلا کرے، تم لوگ حکومت کی بھاری ذمہ داریاں میرے سر ڈال کر خود اس سے کنارہ کش ہو جانا چاہتے ہو۔ اللہ کی قسم میں تم کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ اور حمص کی گورنری ان کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا'' میں تمہارے لیے تنخواہ نہ مقرر کردوں''؟

''امیر المومنین! مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بیت المال سے جو وظیفہ مجھے ملتا ہے وہ میری ضروریات سے فاضل ہے۔'' جناب سعیدؓ نے فرمایا۔

کچھ ہی دنوں بعد اہل حمص کے قابل اعتماد لوگوں کا وفد جناب عمرؓ کی خدمت میں آیا، آپؓ نے فرمایا کہ مجھے اپنے یہاں کے فقراء اور حاجتمندوں کے نام لکھ کر دے دو تاکہ میں ان کی ضروریات کی تکمیل کا کوئی بندوبست کردوں۔ تعمیل حکم میں انہوں نے خلیفہ کے سامنے جو فہرست پیش کی اس میں تھا۔ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں اور سعید بن عامر۔

''سعید بن عامر؟ کون سعید بن عامر''؟ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا۔

''ہمارے گورنر'' ارکان وفد نے جواب دیا۔

تمہارا گورنر؟ کیا تمہارا گورنر فقیر ہے؟ جناب عمرؓ نے مزید حیرت سے پوچھا۔'' جی ہاں! امیر المومنین! اللہ کی قسم! کتنے ہی دن ایسے گزر جاتے ہیں کہ ان کے گھر میں آگ نہیں جلتی'' وفد نے مزید وضاحت کی۔

یہ سن کر جناب عمرؓ رو پڑے۔ وہ دیر تک روتے رہے حتی کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر وہ اٹھے اور ایک ہزار دینار ایک تھیلی میں رکھ کر اسے ارکان وفد کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا'' سعید سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ امیر المومنین نے یہ مال آپ کے لیے بھیجا ہے تاکہ آپ اس سے اپنی ضرورتیں پوری کریں''۔

ان دیناروں کو جب جناب سعیدؓ کی خدمت میں پیش کر دیا تو اس تھیلی کے دیناروں سے اپنے آپ کو دور ہٹاتے ہوئے کہا'' اناللہ وانا الیہ راجعون'' جیسے ان کے اوپر کوئی بڑی مصیبت نازل ہو گئی ہو۔ آواز سن کر بیوی گھبرائی ہوئی ان کے پاس آئیں اور بولیں۔'' سعید کیا بات ہے؟ کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا؟'' نہیں! اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آیا ہے''۔ جناب سعیدؓ نے کہا۔'' کیا کسی جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہے''؟ اہلیہ نے سوال کیا۔'' نہیں اس سے بڑی افتاد آ پڑی ہے''۔ جناب سعیدؓ نے جواب دیا۔'' اس سے بڑی افتاد کیا ہو سکتی ہے؟'' بیوی نے پھر پوچھا۔'' دنیا میرے گھر میں داخل ہو گئی، تاکہ میری آخرت کو تباہ کر دے'' جناب سعیدؓ نے تشویشناک لہجے میں جواب دیا۔

''اس سے چھٹکارا حاصل کر لو'' بیوی نے ہمدردانہ مشورہ دیا (ابھی تک وہ دیناروں کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھیں)۔'' کیا تم اس معاملے میں میری مدد کر سکتی ہو؟ جناب سعید نے پوچھا۔'' ہاں، کیوں نہیں''۔ بیوی نے جواب دیا۔

پھر جناب سعیدؓ نے تمام دیناروں کو بہت سی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں رکھ کر انہیں غریب اور حاجتمند مسلمانوں میں تقسیم کروا دیا۔

اس بات کے کچھ ہی دنوں بعد جناب عمرؓ شام کے دورے پر حالات معلوم کرتے ہوئے حمص پہنچے (اس زمانے میں حمص کو کویفہ بھی کہتے تھے وہاں کے باشندے اہل کوفہ کی طرح اپنے عمال اور حکام کی بہ کثرت شکایتیں کرنے میں مشہور تھے) تو اہل حمص نے معلوم کرنے پر اپنے امیر کے بارے میں چار شکایتیں جو ایک سے بڑھ کر ایک تھیں پیش کیں، جناب عمرؓ فرماتے ہیں کہ'' میں نے ان کو اور سعیدؓ کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ وہ سعید کے متعلق میرے حسن ظن کو صدمہ نہ پہنچائے، کیونکہ میں ان کے متعلق بہت زیادہ خوش گمان تھا۔ جب شکایت کرنے والے اور ان کے امیر سعید بن عامر میرے پاس یکجا ہو گئے تو میں نے دریافت کیا کہ تم کو اپنے امیر سے کیا شکایت ہے''؟

''جب تک خوب دن نہیں چڑھ آتا یہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتے''۔ معترضین نے کہا۔ میں نے سعید سے دریافت کیا کہ سعیدؓ تم اس شکایت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سعیدؓ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر بولے'' اللہ کی قسم میں اس بات کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اس کو ظاہر کیے بغیر چارہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادمہ نہیں۔ اس لیے ذرا سویرے اٹھتا ہوں تو پہلے آٹا گوندھتا ہوں، پھر تھوڑی دیر انتظار کرتا ہوں تاکہ اس کا خمیر اٹھ جائے، پھر روٹیاں پکاتا ہوں۔ اس کے بعد وضو کر کے لوگوں کی ضرورت کے لیے باہر نکلتا ہوں''۔ میں نے اہل حمص سے پوچھا کہ تمہاری دوسری شکایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ'' یہ رات کے وقت کسی کا جواب نہیں دیتے''۔

میں نے پوچھا کہ'' سعید! اس شکایت کے متعلق تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ'' اللہ کی۔

باقی صفحہ 24 پر.......

بحر الغرائب

تجلیات ربانی فی خواص اسماء رحمانی

قسط 9

زیر نظر مضمون عربی کتاب ''بحر الغرائب'' کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین ہماری اس محنت سے جو ہم عربی کتب کو اردو میں شائع کرنے کے لیے کر رہے ہیں مستفید ہوں گے اور ہمارے کام کو سراہیں گے۔

ایڈیٹر راہنمائے عملیات

الباسط

اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت جسے جو چاہے عطا فرماتا ہے

اہل حقیقت فرماتے ہیں جو شخص اس اسم کا ورد اپنا معمول بنانا چاہتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ صدقہ و خیرات سے ہاتھ نہ کھینچے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے فراخی عطا فرمائے۔ جس سے وہ خوش و خرم ہو جائے۔ اس کی ہر پریشانی اور ہر غم مسرت و شادمانی میں تبدیل ہو جائے۔

اس اسم کی برکت سے حضرت میکائیل علیہ السلام بارش نازل کرتے ہیں۔

جو شخص سحری کے وقت، کامل طہارت کے ساتھ، ہاتھ اٹھا کر 10 مرتبہ یاباسط پڑھے اور پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے تو ایسا شخص کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ اسے ہر غم سے نجات مل جائے گی۔

اس ورد کی برکت سے اس کی زندگی خوشگوار ہو جائے گی، کوئی غم، مصیبت، پریشانی اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی۔ اس اسم کا ورد ان لوگوں کو ضرور کرنا چاہیے جو تنگ دستی و قحط سالی کا شکار ہوں۔

اس اسم کے ورد کا طریقہ یہ ہے کہ 3 دن تک عدد تکسیر کے مطابق ورد کیا جائے۔

اس اسم کے عدد تکسیر 216 ہیں جبکہ صدر و موخر کے ہمراہ 432 ہیں اور ان تین دنوں میں مجموعی طور پر 1296 مرتبہ بنتا ہے۔

اگر ہو سکے تو یہ عمل کرنے سے پہلے مربع شکل میں اس کا نقش سفید کاغذ پر تحریر کر لیا جائے اور ورد کرتے وقت اس کاغذ کو اپنے سامنے رکھ لیا جائے اور اسے دیکھ کر ورد کیا جائے۔

اسی طرح چاندی کی انگوٹھی پر مغربی تکسیر کے مطابق اس کا نقش بنوا کر وہ انگوٹھی پہن لی جائے اور ورد کرتے وقت اس انگوٹھی پر نظر جمالی جائے۔

ایسا کرنے سے انشاء اللہ بہت جلد غنی و خوشحال ہو جائے گا۔ ہر طرح کی ظاہری و باطنی خوشی اسے حاصل ہوگی۔ دنیا اور دنیاوی حکام اس کی نظروں میں ہیچ ہو جائیں گے۔ بظاہر مال کی قلت کے باوجود اس کی جود و سخا کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی دنیا دار اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور اسے اپنے من میں ایک انجانی سی حسرت کا احساس ہوگا۔ اگر کبھی کسی مغموم شخص سے ملاقات ہو جائے تو اس کا غم دور ہو جائے گا اور وہ مسرور ہو جائے گا۔

اگر کسی کو لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ واسطہ رہتا ہو تو اس کے لیے بھی یہ نقش تیار کیا جا سکتا ہے۔ اس نقش کا حامل کبھی غمگین نہیں ہوگا تاہم اسے چاہیے کہ باقاعدگی کے ساتھ اس کا ورد جاری رکھے اور عدد تکسیر کے مطابق 222 مرتبہ روزانہ اس کو پڑھا کرے اور کبھی ناغہ نہ ہونے دے۔ انشاء اللہ اس کے تمام فوائد ہمیشہ برقرار رہیں گے۔ اس کا نقش یہ ہے۔

۷۸٦

ب	ا	س	ط
س	ط	ب	ا
ط	س	ا	ب
ا	ب	ط	س

۷۸٦

۳	۲۹	۲۳	۱۷

۲۷	۵	۱۵	۲۵
۷	۳۳	۱۹	۱۳
۲۱	۱۱	۹	۳۱

الخافض

وہ ذات جو اپنی عظیم قدرت اور قدیم علم کے تحت جو چاہے نازل کردے

یہ وہ اسم ہے جس کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے دشمنوں سے نجات پائی اور ان پر فتح حاصل کی۔

جس شخص کے بے شمار اور طاقتور دشمن ہوں اور وہ ان سے خوفزدہ رہتا ہوا سے چاہیے کہ وہ اس اسم کے ورد کا آغاز کرے۔ پہلے تین دن اس طرح روزہ رکھے کہ قلیل اور حلال چیز کے ساتھ روزہ افطار کرے اور ان تینوں دنوں میں گنتی کے بغیر اس اسم کا ورد جاری رکھے۔ چوتھے دن روزہ رکھ کر تنہائی میں دو رکعت نماز ادا کرے اور قبلہ رو ہو کر دشمن سے نجات حاصل کرنے کی نیت کے ساتھ 70,000 مرتبہ اس اسم کا ورد کرے۔ جب یہ عمل پورا ہو جائے تو سجدے میں جا کر اللہ تعالی کی بارگاہ میں دشمن سے حفاظت کی دعا مانگے، نیز شیطان کے شر سے بھی محفوظ ہونے کی دعا کرے۔

اپنے جسم کی حفاظت کے لیے روزانہ 1586 دفعہ اس اسم کا ورد کرنا نہایت مجرب ہے۔ اگر اس کا نقش تکسیر کے مطابق انگوٹھی پر کندہ کروا کے انگلی میں پہنے تو بہت جلد اپنے دشمن پر غالب آجائے گا۔

اگر اس کا نقش شرف شمس کے وقت چاندی کی انگوٹھی پر مربع کی شکل میں چار چار خانوں میں اس اسم کے حروف تحریر کر کے، کندہ کروایا جائے اور بادشاہ وہ انگوٹھی پہن لے۔

یا چاندی کی چوکور لوح پر الخافض، الرافع، الرقیب، الحفیظ کندہ کروا کے بادشاہ کا نام چوکور کے وسط میں لکھا جائے اور پھر وہ لوح لشکر کے جھنڈے کے اوپر رکھ دی جائے تو یہ لشکر جہاں بھی جائے گا، اس کا دشمن پسپا ہو جائے گا اور اگر یہ لوح لشکر کے درمیان میں رکھی جائے تو خواہ عددی اعتبار سے وہ کم ہی کیوں نہ ہوں دشمن کو زیادہ محسوس ہوں گے اور دشمن کے دل میں ان کا رعب طاری ہوگا اور وہ دشمن پر غالب آجائیں گے۔ اگر ہو سکے تو اس لوح کو تحریر کرنے کے لیے شرف کے لمحات کا انتظار کیا جائے کیونکہ شرف کے لمحات میں تحریر کی گئی لوح کا حامل ایسی عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ حیران رہ جاتا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے ایک لشکر کے ساتھ سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت میرے پاس اس اسم کی لوح محفوظ تھی۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو وہ مقابلہ کئے بغیر فرار ہو گیا۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ شاید یہ میری موجودگی کی برکت کی وجہ سے ہوا ہے حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ سب اس لوح کی برکات ہیں۔

اگر کوئی شخص بذات خود اس لوح کو تیار کر کے اپنے پاس رکھے تو وہ کبھی بھی شرمندگی یا کمزوری سے دوچار نہیں ہوگا بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر کامیاب و کامران ہوگا۔ ایسا شخص کبھی اپنے عہدے سے معزول نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے کوئی شر یا اذیت لاحق ہوگی۔ حتی کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو وہ برائی اسی شخص کی طرف پلٹ جائے گی۔ اگر اس لوح کے حامل شخص کا نام چار حروف کا مرکب ہو اور ان میں کوئی بھی حرف مکرر نہ ہو جیسے لفظ ''احمد'' تو اسے بھی مربع کی شکل میں نقش کرے۔

۷۸۶

د	م	ح	ا
ح	ا	د	م
ا	ح	م	د
م	د	ا	ح

۷۸۶

۲۴۷	۲۵۰	۲۵۳	۲۳۹
۲۵۲	۲۴۰	۲۴۶	۲۵۱
۲۴۱	۲۵۵	۲۴۸	۲۴۵
۲۴۹	۲۴۴	۲۴۲	۲۵۴

۷۸۶

ض	ف	ا	خ
ا	خ	ض	ف
خ	ا	ف	ض
ف	ض	خ	ا

۷۸۶

حفیظ	رقیب	رافع	خافض
رافع	خافض	حفیظ	رقیب
خافض	رافع	رقیب	حفیظ
رقیب	حفیظ	خافض	رافع

جاری ہے.....

حافظ محمد فرخ جاوید

ماہ جون کے خاص اعمال

دیئے گئے وقت میں ایک گھنٹے کا اضافہ کرلیں۔

ماہ رواں میں بننے والی کواکبی نظرات کے خاص اعمال روحانی

آسان آمدنی کا آسان حصول

زہرہ تسدیس مشتری

اختتام نظر	تکمیل نظر	ابتداء نظر	
04-06-2009	03-06-2009	02-06-2009	تاریخ
07:12	04:40	01:47	وقت

اس موضوع کو پڑھنے کے بعد میرے بہت سے بہن بھائیوں کے منہ میں پانی آ گیا ہوگا۔ یعنی ایک تو آسان آمدنی اوپر سے اُس کا آسان حصول۔ یعنی سونے پر سہاگہ والی بات ہوگئی۔ خیر یہ اللہ کی قدرت ہے کہ وہ جب جسے چاہے جس طرح نواز دے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اُس کی اِن مہربانیوں کو صحیح طریقے سے اپنے استعمال میں لے کر آئیں۔ خود بھی اِس سے فائدہ اُٹھائیں اور دوسروں کو بھی اِس سے فائدہ اُٹھانے کی ترغیب دیں۔

وہ لوگ جو کسی نہ کسی طرح آسان آمدنی یعنی بانڈ، ریس یا لاٹری وغیرہ کا شوق رکھتے ہوں کے لیے ایسا موقع جلدی نہ آئے گا۔ سو وہ لوگ جو اِس بات کی شکایت کرتے رہتے ہیں کہ اُن کے نمبر نہیں لگتے ہیں اور اِس کام میں اُن کو نقصان ہو رہا ہے کو تو ضرور اِس موقع سے فائدہ اُٹھا لینا چاہیے۔

اب آتے ہیں عمل کی طرف۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ میں آپ لوگوں کے لیے آسان، سادہ اور مجرب قسم کے اعمال پیش کروں۔ اِس لیے آج بھی میں ایک آسان اور سادہ عمل آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اِس عمل میں آپ نے چار نقوش بنانے ہیں۔ دو آبی اور دو بادی نقوش بنانے ہیں۔ نقوش کی تیاری کے لیے آپ سعد اعمال والے تمام لوازم استعمال کریں۔ اس کے لیے ادارہ ہذا کی کتب آپ کی بہت راہنمائی کریں گی۔

میں اگر ہر ایک کے لیے لوازمات لکھنے بیٹھ جاؤں تو پھر آپ کے لیے کم اعمال لکھ پاؤں گا اور ایسا میں نہیں چاہتا۔ میری اور ادارے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ قارئین تک زیادہ سے زیادہ چیزیں پہنچائی جائیں۔

جب آپ نقوش تیار کرلیں تو اِن کو چڑھتے چاند کی پہلی جمعرات کو آپ نے اپنے استعمال میں لے کر آنا ہے۔ ایک آبی نقش کو گھر مین شیشے کے برتن میں پانی ڈال کر رکھیں اور اِس کا پانی پییں۔ دوسرے کا پانی آپ نے اپنے کاروبار والی جگہ پر چھڑکتے رہیں۔ بادی نقوش میں سے ایک کو اپنے گلے میں باندھ لیں اور دوسرے کو اپنے دفتر یا دوکان میں لٹکا دیں۔ اِس کے بعد اللہ کے حضور درخواست کریں کیونکہ وہی ذات بابرکات ہے جو آپ کو تمام آسانیاں مہیا کرتی ہے۔ بعد از عمل صدقہ ضرور دیں۔

بادی چال

۱۱	۸	۱	۱۴
۲	۱۳	۱۲	۷
۱۶	۳	۶	۹
۵	۱۰	۱۵	۴

نقش

۷۸۶

یا اللہ یا اللہ

۱۰۵	۱۰۲	۹۵	۱۰۸
۹۶	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۱
۱۱۰	۹۷	۱۰۰	۱۰۳
۹۹	۱۰۴	۱۰۹	۹۸

بسم اللہ بسم اللہ

آبی چال

۱۴	۱	۸	۱۱
۷	۱۲	۱۳	۲
۹	۶	۳	۱۶
۴	۱۵	۱۰	۵

نقش

۷۸۶

یا اللہ یا اللہ

۱۰۸	۹۵	۱۰۲	۱۰۵
۱۰۱	۱۰۶	۱۰۷	۹۶
۱۰۳	۱۰۰	۹۷	۱۱۰
۹۸	۱۰۹	۱۰۴	۹۹

بسم اللہ بسم اللہ

خواہشات کے پورا ہونے کے لیے

شمس تثلیث مشتری

	ابتداءنظر	تکمیل نظر	اختتام نظر
تاریخ	17-06-2009	18-06-2009	19-06-2009
وقت	06:32	07:29	08:21

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ اس پر بھی انسان کی جان اٹکی ہوتی ہے۔اس موضوع کے حوالے سے مرزا غالب کا مشہور شعر یاد آ جاتا ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان مگر کم نکلے

خواہشات کا دل میں ہونا کوئی بُری بات نہیں ہے۔خواہش کا حق ہم سب کو ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ جو خواہش کرتے ہیں وہ پوری ہو جاتی ہے۔لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو بچارے حسرتوں کو اپنے دل میں چھپائے ہی اس دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں۔

لہٰذا وہ خواتین وحضرات جو یہ محسوس کرتے ہیں کہ اُن کی خواہشیں پوری ہونے کے بجائے حسرتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو اُن کو ذیل میں دیئے گئے عمل کو ضرور استعمال میں لانا چاہیے۔اللہ نے چاہا تو اُن کی خواہشیں حسرتوں میں تبدیل نہ ہوں گی بلکہ پوری ہو جایا کریں گی۔

نظر تو شمس اور مشتری میں سعد اکبر ہی بن رہی ہے مگر چونکہ ان کی پوزیشن کچھ کمزور ہے لہٰذا یہاں ہم مسدس نقش کو استعمال میں لے کر آئیں گے تاکہ عمل کو مزید طاقت مل سکے۔دیئے گئے نقش کو آپ نے تین کی تعداد میں تیار کرنا ہے۔ایک کو آپ نے گلے میں پہننا ہے یا بازو میں باندھ لینا۔دوسرے کو اپنے آفس یا دوکان میں لٹکا سکیں تو لٹکا لیں نہیں تو میز کی دراز میں ڈال دیں۔ایک کو پانی میں ڈال کر اُس پانی کو پئیں بھی اور اُس پانی کے چھینٹے اپنے کام والی جگہ پر بھی ڈال دیں۔یہ سب کام آپ نے نئے چاند کی پہلی جمعرات کو ہی شروع کرنا ہیں۔بعد از تمام کام آپ حسب توفیق صدقہ دے دیں۔

چال

۶	۳۲	۳۴	۳	۳۵	۱
۷	۱۱	۲۷	۲۸	۸	۳۰
۱۸	۱۴	۲۱	۲۲	۲۳	۱۳

۱۹	۲۰	۱۵	۱۶	۱۷	۲۴
۲۵	۲۹	۱۰	۹	۲۶	۱۲
۳۶	۵	۴	۳۳	۲	۳۱

نقش
۸۶ کے
جبرائیل

یا اللہ یا اللہ

۹۳	۱۱۹	۱۲۱	۹۰	۱۲۲	۸۸
۹۴	۹۸	۱۱۴	۱۱۵	۹۵	۱۱۷
۱۰۵	۱۰۱	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۰۰
۱۰۶	۱۰۷	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۶	۹۷	۹۶	۱۱۳	۹۹
۱۲۳	۹۲	۹۱	۱۲۰	۸۹	۱۱۸

اسرافیل عزرائیل

یا اللہ یا اللہ

[illegible]

سحر، سایہ اور آسیب کا علاج

مریخ تثلیث زحل

	ابتداءنظر	تکمیل نظر	اختتام نظر
تاریخ	21-06-2009	22-06-2009	24-06-2009
وقت	07:54	19:45	07:49

سحر اور جادو اب ایک ایسی چیز بن گئی ہے کہ جس میں ہر کوئی گرفتار نظر آتا ہے۔اب یہ بات کس حد تک صحیح ہے کہ کسی پر جادو کروایا گیا ہے۔یہ تو کوئی صاحبِ علم ہی بتا سکتا ہے۔خیر اب کس پر ہے یا کس پر نہیں یہ پتہ کرانا ہمارا کام تو نہیں ہے لیکن یہاں پر ہم اس کا علاج دے رہے ہیں۔یہ عمل اُن لوگوں کے لیے تو بہت ہی مفید ہے کہ جو عرصہ دراز سے سحر اور آسیب کے معاملہ میں گرفتار ہیں۔آپ ذاتی حفاظت کے لیے بھی اس عمل کو اپنے لیے تیار کر سکتے ہیں۔

نیچے دیئے گئے عمل میں مربع نقوش کی چاروں چالوں کو استعمال میں لایا گیا ہے۔بنانے کا طریقہ آپ کو ہماری کُتب میں سے مل جائے گا۔چاروں نقوش کو تیار کرنے کے بعد نئے چاند کے پہلے ہفتہ کو ان سب کو استعمال میں لے کر آ جانا ہے۔آتشی کو جلا دیں، خاکی کو کسی باغ میں دفنا دیں۔آبی کو پانی میں ڈال کر رکھ لیں اور اس کو مریض کو پلاتے رہیں۔

بادی کو لکھ کر سبز کپڑے میں لپیٹ کر اپنے گلے یا بازو پر باندھ لیں۔ بعد از عمل حسب توفیق جانور کو ذبح کروا کر بطور صدقہ دے دیں۔

آتشی چال

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

نقش

۷۸۶

یا اللہ — یا اللہ

۲۲۱	۲۲۴	۲۲۷	۲۱۴
۲۲۶	۲۱۵	۲۲۰	۲۲۵
۲۱۶	۲۲۹	۲۲۲	۲۱۹
۲۲۳	۲۱۸	۲۱۷	۲۲۸

یا اللہ — یا اللہ

خاکی چال

۱	۱۴	۱۱	۸
۱۲	۷	۲	۱۳
۶	۹	۱۶	۳
۱۵	۴	۵	۱۰

نقش

۷۸۶

یا اللہ — یا اللہ

۲۱۴	۲۲۷	۲۲۴	۲۲۱
۲۲۵	۲۲۰	۲۱۵	۲۲۶
۲۱۹	۲۲۲	۲۲۹	۲۱۶
۲۲۸	۲۱۷	۲۱۸	۲۲۳

یا اللہ — یا اللہ

بادی چال

۱۱	۸	۱	۱۴
۲	۱۳	۱۲	۷
۱۶	۳	۶	۹
۵	۱۰	۱۵	۴

نقش

۷۸۶

یا اللہ — یا اللہ

۲۲۴	۲۲۱	۲۱۴	۲۲۷
۲۱۵	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۰
۲۲۹	۲۱۶	۲۱۹	۲۲۲
۲۱۸	۲۲۳	۲۲۸	۲۱۷

یا اللہ — یا اللہ

آبی چال

۱۴	۱	۸	۱۱
۷	۱۲	۱۳	۲
۹	۶	۳	۱۶
۴	۱۵	۱۰	۵

نقش

۷۸۶

یا اللہ — یا اللہ

۲۲۷	۲۱۴	۲۲۱	۲۲۴
۲۲۰	۲۲۵	۲۲۶	۲۱۵
۲۲۲	۲۱۹	۲۱۶	۲۲۹
۲۱۷	۲۲۸	۲۲۳	۲۱۸

یا اللہ — یا اللہ

جائز رشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے

زہرہ تثلیث زحل

اختتام نظر	تکمیل نظر	ابتداء نظر	
23-06-2009	22-06-2009	21-06-2009	تاریخ
11:48	11:31	11:10	وقت

ذیل میں ایک تکسیری نقش دیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ آپ نے اوپر دی گئی ہیڈنگ کو دیکھ ہی لیا ہوگا۔ لہٰذا اس عمل کو وہ لوگ کریں یا ایسی جگہ استعمال کیا جائے جو کہ جائز اور شرعی ہو۔ ناجائز کرنے والا اُس کی رُجعت کو بھگتے گا۔

عمل کو تیار کرنے کے حوالے سے لوازمات آپ ادارے کی کتب اُصول وقواعد عملیات، راہنمائے عملیات وغیرہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ تکسیری نقش آپ کو تین کی تعداد میں تیار کرنا ہے۔ جب آپ عمل تیار کر لیں تو اس کو نئے چاند کے پہلے جمعہ کو صبح سورج نکلنے کے بعد استعمال میں لے کر آئیں۔ ایک کو پانی میں ڈال کر دونوں فریقین کو پلا دیں اور باقی دو فریقین کے گلے میں ڈال دیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ جلد ہی اِس کا اثر دیکھیں گے۔

تکسیری نقش

م	و	ی	ق	ی	ق	ا	ب	ع	م	ا	ج	ہ	ل	ل	ا
ع	ب	م	ا	ا	ق	ج	ی	ہ	ق	ل	ی	ل	و	ا	م
ہ	ی	ق	ج	ل	ق	ی	ا	ل	ا	و	م	ا	ب	م	ع
ل	ا	ا	ی	و	ق	م	ل	ا	ج	ب	ق	م	ی	ع	ہ
ا	ل	ج	م	ب	ق	ق	و	م	ی	ی	ا	غ	ا	ہ	ل
م	و	ی	ق	ی	ق	ا	ب	ع	م	ا	ج	ہ	ل	ل	ا

500 ق م --- ہاتف کدہ ڈیلفی کے اسرار

چھٹی صدی قبل از مسیح میں جب کوروش اعظم کا اقبال بلند تھا تو لیڈیا کے حکمران کرزوش یا کروئیس Croesus نے سلطنت ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حملہ سے پہلے اپنا ایک ایلچی ڈیلفی روانہ کیا تا کہ وہاں کے مشہور زمانہ ہاتف کدہ سے معلوم کیا جا سکے کہ وہ ایران فتح کر سکے گا یا نہیں۔ فتح کے متعلق سوالات کا جواب معلوم کرنے سے پہلے اس نے ہاتف کدہ میں مستقبل کے بارے میں اسرار بتانے والی پاتھیا کی سچائی کی آزمائش کے طور پر اپنے ایلچی کو پہلے یہ سوال پوچھنے کی تاکید کی، کہ ایلچی روانہ کرنے کے دس دن بعد بادشاہ نے کونسا عمل کیا تھا۔ پاتھیا نے اس سوال کے جواب میں ایلچی کو بتایا کہ بادشاہ نے ایک بھیڑ اور کچھوے کے گوشت کو ایک پیتل کے برتن میں بھون کر اسے ریت سے ڈھانپ دیا تھا۔ چونکہ بادشاہ نے یہی عمل کیا تھا اس لیے پاتھیا کے اس جواب سے کروئیس کی تسلی ہوگئی اور اس نے دوبارہ بہت سے بیش قیمت نذرانوں کے ساتھ ایلچی کو دوبارہ ڈیلفی بھیجا۔ ایران پر حملہ کرنے کے متعلق پاتھیا نے مندرجہ ذیل پیش گوئیاں کیں:-

1) اگر بادشاہ نے دریائے ہیلائس کو عبور کیا تو ایک بڑی سلطنت تباہ ہو جائے گی۔

2) بادشاہ کے اس سوال کے جواب میں وہ کب تک حکومت کرے گا اور اس کا جانشین کون ہوگا اور کیا گونگا شہزادہ بول سکے گا کے جواب میں پاتھیا نے پیش گوئی کی کہ وہ اس وقت تک حکومت کرے گا جب تک ایک خچر (دوغلا) تخت نشین نہیں ہوتا۔ گونگا شہزادہ اس وقت بولے گا جب تاج و تخت اس سے چھین جائیں گے۔

3) جنگ میں کسی سے اتحاد کے لیے پاتھیا نے ہدایت دی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ وہ یونان کے کسی بڑے حکمران سے اتحاد کر لے۔ مزید پیش گوئی کی کہ کروئیس آگ سے زندہ بچ نکلے گا۔

کروئیس نے درج بالا تمام پیش گوئیاں ایران پر حملہ کرنے کے حق میں تصور کیں اور سپارٹا سے جنگی اتحاد قائم کر کے ایران پر حملہ کر دیا۔ جب وہ اپنی افواج کے ساتھ دریائے ہیلائس عبور کر کے ایران میں داخل ہوا تو ایرانیوں نے اس کی افواج کو تہس نہس کر دیا اور وہ واپس لیڈیا کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن ایرانیوں نے لیڈیا پر جوابی حملہ کر کے اس کی سلطنت کا شیرازہ بکھیر دیا۔ ایرانی فاتحین کروئیس کے محل میں داخل ہوئے تو گونگا شہزادہ خوف زدہ ہو کر چیخ اٹھا، کیا کروئیس مارا گیا؟

چونکہ کروش اعظم کا باپ ایرانی تھا اور ماں مصری تھی اس لیے غائبانہ طور پر دوغلا (خچر) کہلاتا تھا۔ ڈیلفی سے کی جانے والی تمام پیشن گوئیاں چونکہ ایران پر حملہ کرنے کے حق میں نہیں تھیں لیکن کروئیس نے انہیں سمجھنے میں غلطی کی اس لیے کروش اعظم نے لیڈیا پر قبضہ کرنے کے بعد اسے قید کر لیا اور پھر حکم دیا کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے۔ آگ میں ڈالے جانے کے وقت کروئیس کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ "اے سولون تم نے بالکل صحیح کہا تھا" جب کروئیس سے پوچھا گیا کہ اس کے جملے کا کیا مطلب ہے تو اس نے بتایا کہ حکیم سولون نے اسے بتایا تھا کہ موت سے زیادہ راحت کسی چیز میں نہیں۔ آج مجھے اس کا احساس ہوا کہ کروش اعظم موت کے متعلق اس سچائی سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے کروئیس کی سزا منسوخ کر دی۔ قریب تھا کہ آگ کے شعلے اس کو جلا دیتے کہ اچانک بارش نے آگ بجھا دی اور وہ زندہ سلامت نکل آیا۔ اس طرح ہاتف کدہ ڈیلفی کی تمام پیشن گوئیاں صحیح نکلیں۔

چوتھی صدی قبل میں سکندر اعظم بنفس نفیس اس ہاتف کدہ میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ وہ ذرہ بکتر میں ملبوس سرتا پا لوہے غرق تھا۔ چونکہ سکندر اعظم کی آمد کے وقت پیشن گوئی کرنے کا مقررہ وقت نہیں تھا اس لیے پاتھیا نے پیشن گوئی کرنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ سکندر اعظم انکار سننے کا عادی نہیں تھا اس لیے پاتھیا کے انکار پر وہ چیخ اٹھا۔ "مجھے اس وقت بتاؤ کہ میرا مستقبل کیا ہوگا۔ انکار کی صورت میں تم اپنا حشر دیکھنے کے لیے زندہ نہیں رہوگی"۔

پاتھیا نے سکندر اعظم کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ "میں کسی کی غلام نہیں۔ آپ اس وقت اپنے شاہی محل میں نہیں بلکہ اپالو دیوتا کے مندر میں کھڑے ہیں۔ یہاں آپ ایک سائل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ چونکہ یہ وقت پیشن گوئی کرنے کا نہیں اس لیے آپ اس وقت واپس چلے جائیں"۔

دوبارہ انکار پر سکندر اعظم آگ بگولا ہو گیا اور اس نے پاتھیا کو شانوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور کہا کہ اس کے سوال کا صحیح جواب دے ورنہ وہ مندر کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ پاتھیا خوفزدہ ہو گی اور اس نے سکندر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ اصرار کرتا ہے تو پھر سنے "تم فاتح عالم کہلاؤ گے مگر تمہاری عمر زیادہ نہ ہوگی لیکن تمہارے دشمن بھی تمہارے معترف ہوں گے"۔ سکندر اعظم نے ایک لمحہ کے لیے سوچا اور پھر کہا "اے مقدس دیوتا میرے لیے یہی کافی ہے کہ میں فاتح عالم کہلاؤں گا اور دشمن بھی میرا ذکر احترام سے کیا کریں گے"۔

سکندر نے صرف تینتیس برس عمر پائی اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ وہ فاتح عالم کہلایا اور ہاتف کدہ ڈیلفی کی پیشن گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی۔

ڈیلفی کا ہاتف کدہ ماضی میں مستقبل کے بارے میں صحیح پیشن گوئی کے حوالے سے مشہور تھا، گو کہ اب یہ مندر موجود نہیں لیکن اس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ کچھ ایام پیشن گوئیوں کے لیے مخصوص تھے جن میں تقریباً چوبیس گھنٹے پیشن گوئیاں کیں جاتیں تھیں۔

دیودورس Diodorussiculus نامی ایک یونانی مورخ نے لکھا ہے کہ ڈیلفی میں مندر کے اس مقام کو ایک گڈریئے کی بکریوں نے اتفاقی طور پر دریافت کیا تھا۔ بکریوں نے اس مقام پر چرتے ہوئے عجیب وغریب حرکات کرنا شروع کر دیں۔ بکریوں کے عجیب وغریب رویئے کی وضاحت کے لیے جب گڈریا گھاٹی میں اُترا تو وہ اپنے ساتھیوں کو ان کے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بتانے لگا۔ اس طرح لوگوں کے علم میں یہ بات آ گئی کہ جیسے ہی کوئی اس مقام پر آتا ہے وہ مستقبل میں جھانکنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ پھر بعض متجسس حضرات اس گھاٹی کا اسرار جاننے کے لیے گھاٹی میں اترے مگر واپس نہ لوٹ سکے۔ ایسے ناخوشگوار واقعات کی روک تھام کے لیے یہاں ایک خاتون مقرر کر دی گئی جو خواہشمند حضرات کو یہاں آنے پر ان کے مستقبل کے بارے میں بتانے لگی۔ پھر اس مقام پر باقاعدہ ایک مندر تعمیر ہو گیا اور اس کی نسبت اپالو دیوتا سے ٹھہرا دی گئی۔ ایک افسانوی روایت کے مطابق اس مقام پر اپالو دیوتا اور ایک اژدھے میں جنگ ہوئی تھی۔ اسی مناسبت سے اس خاتون پروہت کا نام پاتھیا Pythia رکھا گیا، کیونکہ اس کہانی میں اژدھے کو پاتھن بتایا گیا تھا۔

مورخ دیودورس ہی کے مطابق شروع میں صرف کنواری خواتین پاتھیا مقرر کی جاتیں تھیں۔ پہلی پاتھیا کا نام دیودرس نے Phemonoe بتایا ہے۔ دیگر مورخین کا خیال ہے کہ یہ لڑکی تقریباً 700 ق م میں پاتھیا مقرر کی گئی تھی۔ پھر ایک ناخوشگوار واقعے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ صرف ایسی خواتین کو پاتھیا مقرر کیا جائے گا جو پچاس سال سے زائد عمر کی ہوں گی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک کریٹس نامی نوجوان اپنے مستقبل کے بارے میں جاننے کے لیے ڈیلفی آیا جب اسے اس وقت کی خوبرو پاتھیا نے بتایا کہ وہ ایک جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد مارا جائے گا تو اس نوجوان نے اکیلی پاتھیا سے زنا بالجبر کا ارتکاب کیا جس کے بعد پیشن گوئی کے مطابق اسے لوگوں نے مار دیا۔ اس وقت سے صرف معمر خواتین ہی پاتھیا کے منصب پر فائز کی جانے لگیں۔ سکندر اعظم کی آمد کے وقت معمر خواتین کے تقرر کو تقریباً دوسو سال گزر چکے تھے۔ مشہور زمانہ رومی مورخ پلوٹارک لکھتا ہے کہ جب وہ ہاتف کدہ ڈیلفی آیا تو اس وقت ایک نہایت معزز یونانی خاتون پاتھیا کے فرائض انجام دیتی تھی۔ پلوٹارک کے مطابق مستقبل کے بارے میں وہ خاتون اس قدر صحیح پیشن گوئیاں کر رہی تھی کہ اس پر یقین کرنا مشکل تھا۔ اس زمانے میں کسی پاتھیا کی سچائی پرکھنے کے لیے اس پر یخ بستہ مقدس پانی چھڑکا جاتا تھا۔ اگر پاتھیا مقدس پانی کے چھینٹوں سے لرزتی تو اسے برطرف کر دیا جاتا۔

پلوٹارک کے ڈیلفی میں قیام (تقریباً 100 ق م) کے وقت ہاتف کدہ میں صرف ایک خاتون پاتھیا کے طور پر کام کر رہی تھی لیکن 350 ق م میں جب یہ ہاتف کدہ پورے عروج پر تھا تین خواتین یکے بعد دیگرے پاتھیا کے طور پر کام کرتی تھیں۔ ایک تھک جاتی تو دوسری اس کی جگہ لے لیتی۔

رومی مورخ سلوٹریس Flavius Philotratus کے مطابق ڈیلفی میں اپالو دیوتا کا مندر 548 ق م میں آگ لگ جانے سے تباہ ہو گیا تھا۔ 530 ق م سے 515 ق م تک اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی جس میں شاہ مصر اماسس Amasis نے دل کھول کر مالی امداد فراہم کی۔

رومن شہنشاہ نیرو 65-63ء میں ڈیلفی آنا چاہتا تھا۔ لیکن اپنی حکومتی مصروفیات کی وجہ سے 67ء سے پہلے نہ آ سکا۔ جب 67ئی میں وہ ایک تھکا دینے والے سفر کے بعد یہاں پہنچا تو اس کے مندر میں داخل ہوتے ہی پاتھیا نے چیخ کر کہا ''اپنی ماں کے قاتل فوراً یہاں سے نکل جا اور 73 کے ہندسے سے خبردار رہ''۔ نیرو اس طرز تکلم پر برانگیختہ ہو گیا اور اس نے پاتھیا اور اس کے ساتھی پروہتوں کو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر زندہ دفن کرنے کا حکم دے گیا۔ جب یہ بدنصیب لوگ زندہ درگور کیے جا رہے تھے تو نیرو جلتے ہوئے روم پر بنسی بجانے کی مثال پر عمل کرتے ہوئے ہاتف کدہ ڈیلفی کی بربادی کی نگرانی کر رہا تھا۔ بعد ازاں نیرو نے بھی پاتھیا کے 73 کے ہندسے سے خبردار کرنے سے غلط اندازہ لگایا۔ اس کے خیال سے 73 اس کا سن وفات تھا مگر پاتھیا کی 73 سے کچھ اور مراد تھی۔ اگلے ہی سال شہنشاہ نیرو مارا گیا اور اس کی جگہ گیلبا تخت نشین ہوا جو 73 سال کا تھا۔ رومن فلسفی سسرو Cicero جو خدا کے وجود کا منکر اور قسمت پر یقین نہیں رکھتا تھا اس کے نزدیک ہاتف کدہ میں کوئی اسرار پنہاں نہیں تھا بلکہ صرف اس کے پیشن گوئی کرنے والوں کی ذہانت ان کی پیشین گوئیوں کا اصل تھی۔

ہاتف کدہ ڈیلفی سے آخری پیشن گوئی 362ء میں کی گئی۔ اس وقت مندر کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا اور مندر میں بہنے والا مقدس چشمہ خشک ہو گیا تھا۔ اس چشمے کو رومی شہنشاہ ہیڈرین کے حکم پر بند کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہیڈرین کو پاتھیا نے شہنشاہ بننے کی خوشخبری دی تھی۔ جب وہ شہنشاہ بنا تو اسے خیال آیا کہ کوئی اور ڈیلفی سے استفادہ کرنے کے بعد اس کی طرح اسے تخت سے اتار کر شہنشاہ نہ بنائے اس خیال سے ہیڈرین نے شاہی طبیب بھیج کر اس وقت پاتھیا کا جو سخت علیل تھی علاج کروایا۔ پاتھیا نے طبیب کو مندر کی حالت دکھاتے ہوئے آخری پیشن گوئی کی تھی کہ یاد رکھو لوگ ڈیلفی اور پاتھیا کو ہمیشہ یاد رکھیں گے مگر سلطنت روم ایک دن خاک میں مل جائے گی''۔ یہ آخری پیشن گوئی بھی بہت جلد پوری ہوئی اور سلطنت روم تقریباً 400ء کے قریب ختم ہو گئی۔

باقی صفحہ 24 پر.........

آخری قسط

پتھر اور نگینے

خصوصیت اور اسراریت

پتھروں کے مثبت و منفی اثرات

دہانہ فرنگ

فارسی میں زرنگار فرنگی یا زرنگار معدنی، عربی میں حجر زبخ اور انگریزی میں کڈنی اسٹون Kidney Stone کہتے ہیں۔ اس کا رنگ نیلا، سبز و سفید اور دودھیا ملا جلا ہوتا ہے۔ اس پتھر سے اکثر رنگ بنتے ہیں۔ یہ پتھر سونا چاندی، تانبہ اور لوہے کی کان سے نکلتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا کس بھی جس قسم کی کان سے نکلا ہوا ہو، اسی دھات کا رنگ دیتا ہے۔ طلائی اور نقرئی کس کا پتھر عمدہ ہوتا ہے۔ اس کا مزا پھیکا، مزاج سرد و خشک اور گرم و خشک ہے۔ اکثر زہروں کا تریاق ہے۔ یہ سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ تانبے کے کس کا لیموں کے رس میں گھس کر کھلانے سے افیون کھائے ہوئے شخص کا زہر دافع ہوتا ہے۔ لیکن اس کو کسی اور زہر کے دفع کرنے میں میں ہرگز نہ کھانا چاہیے۔ درد اور تکلیف میں فوری سکون دیتا ہے۔

اس پتھر کو منہ میں رکھ کر لعاب اور تھوک نگلنا بھی نقصان دہ ہے۔ چاقو یا لوہے کی کسی چیز پر لیموں کا رس ڈال کر دہانہ فرنگ کو اس پر ملنے سے اس لوہے پر پیتل کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔

دہانہ فرنگ نگینہ کی انگوٹھی جو سونا یا چاندی کے کس کی ہو، درد گردہ اور درد پتہ والے مریض کے لیے مفید ہے۔ انگوٹھی اس طرز پر بنوائی جائے کہ نگینہ انگلی سے مس ہوتا رہے۔

روپ مکھی

اس کو روپا مکھی بھی کہتے ہیں، سنسکرت میں تارا مکھی، چاندی کی کان سے یہ پتھر نکلتا ہے۔ اس میں چمک نہیں ہوتی، رنگ سفید، مزا پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ یہ زہر ہے۔ اس کا کھانا سخت منع ہے۔ بچے کی گردن میں لٹکانے سے خوف اور ڈر دور ہوتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں اس کا سرمہ آنکھوں کی پیپ کو دفع کرتا ہے ہمراہ ہڑتال اس پتھر کو پیس کر لگانا خراب گوشت کو کاٹ کر عمدہ گوشت پیدا کرتا ہے۔ مرض برص اور منہ کی جھائیوں کے داغ دفع کرتا ہے۔

روپاڑہ

اس کو کچا بلور بھی کہتے ہیں۔ بغیر آب و چمک کا سفید، نرم، قدرے گہرے رنگ میں ملتا ہے۔ اس پر مختلف مصنوعی رنگ مثلاً ہرا، گلابی، سفید اور یاقوتی وغیرہ با آسانی چڑھائے جا سکتے ہیں۔ بھارت میں خوب دستیاب ہے۔

زبرجد

زبرجد لفظ عربی کا ہے۔ سنسکرت میں پادی بھدر، انگریزی میں بیرل Beryl اور مختلف زبانوں میں پاری، امرینہ کہتے ہیں۔ مزاج سرد و خشک، مزا تلخ ہے۔ اس میں تانبہ کے اجزاء بھی شامل ہیں۔ اس کے متعلق سائنس دانوں نے بتایا ہے کہ جب ہوا کی حرارت اور زمین کے بخارات تانبے کو اس کی کان میں پکاتے ہیں تو تانبے سے بھی بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بخارات گندھک سے متاثر ہو کر اور موسم کی تبدیلی سے ایک جگہ جمع ہو کر زبرجد بناتے ہیں۔ ہوا کی صفائی سے یہ پتھر مصلیٰ ہو کر سبزی کی جھلک دکھاتا ہے۔ اس قسم جواہر ہے۔ یہ مثل زمرد کے سبزی مائل ہے۔ اس کی ایک قسم

زردی مائل بھی ہوتی ہے۔ یہ بلوری چمک کا ہوتا ہے۔ اور زمرد کی کان کا ادنی پتھر ہے۔

اس کی انگوٹھی آنکھ ونظر کے لیے مفید ہے۔ طبی طریقے میں مرض کھانسی میں فائدہ رساں ہے دمہ کو دفع کرتا ہے۔ پتھر تو ڑ کر نکالتا ہے۔ سرکے میں گھس کر داد کی جگہ لگانے سے شفا ہوتی ہے۔ مرگی کے دورے نہیں پڑتے۔

مزاج میں سخاوت پیدا ہوتی ہے۔

زبرجد پر اگر سانپ کی نظر پڑ جائے تو اندھا ہو جانے کا امکان ہے۔

یہ پتھر برے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ مشکلات سے نجات اور دماغی اُلجھنیں دفع کرتا ہے۔ سفر کا ساتھی ہے۔

اکثر تانبے کی کان سے بھی دستیاب ہے۔ اس کا منجن دانتوں کی تمام بیماریوں میں مفید ہے۔

یہ پتھر پاکستان، مصر، اسکاٹ لینڈ، امریکہ اور برازیل میں پایا جاتا ہے۔

جزع یمانی

مثل عقیق سلیمانی ہوتا ہے۔ اس میں مختلف رنگ کا جال یا لکیریں معلوم ہوتی ہیں۔ بعض میں سلیٹ کی طرح متوازی پرت بھی ہوتے ہیں۔ سفید شربتی، سیاہ اور بھورے رنگ کا پتھر ہے۔ اکثر نگینوں میں دھاریاں نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہ ذوق عبادت بڑھاتا ہے۔ قدیم چینی باشندے اس کو ناپسند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پاس رکھنا بھی اچھا نہیں خیال کرتے۔

جزع یمانی شیاطین کے مکر وفریب کو دفع کرتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنا رال کثرت سے جاری کرتا ہے۔

ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ''اس نگینے کو داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن کر نماز پڑھنا ستر نمازوں کے برابر ہے''۔

یہ نگینہ تسبیح واستغفار کرتا رہتا ہے۔ اس کا ثواب انگوٹھی پہننے والے کے لیے لکھا جاتا ہے۔

یہ یمن وچین میں اچھا دستیاب ہے۔

حدید

اس پر مقناطیس کا اثر نہیں ہوتا۔ عربی میں حجر خماہان، فارسی میں سلطان مہرہ یا صندل حدیدی کہتے ہیں۔ یہ نر و مادہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ مزاج سرد وخشک، رنگ بھورا اور سیاہ ہوتا ہے۔ طبی اُصول میں حکماء کے خیال کے بموجب کمزور عضو پر پیس کر لگانا عضو کو قوی کرتا ہے۔ اس پتھر کو گھس کر جانور کے پر سے ورم، سوزش اور ٹیس کے مقام پر لگایا جائے تو فائدہ رساں ہے۔

اس میں لوہے کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے۔

خفقان دفع کرتا ہے۔ خارش اور پلکوں کی سوزش میں بھی گھس کر لگانا بہت سود مند ہے۔

حکیم محمد ابراہیم شاہ

یادداشت بڑھانے کے گر

اچھی یادداشت اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ہے۔ اس یادداشت ہی کی بدولت ہم امتحانات میں کامیابیاں حاصل کرتے ہیں، لوگوں کے ساتھ اپنا رابطہ بہتر بناتے ہیں، اور زندگی کے ہر میدان میں بہترین استعداد اور کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی اچھی یادداشت عطا کی ہوتی ہے کہ وہ جو چیز ایک بار سن یا پڑھ لیتے ہیں اسے ساری عمر نہیں بھولتے۔ یہ حقیقت ہے کہ یادداشت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، لیکن یہ بات نہ بھولیں کہ یہ ذہنی استعداد ہے، اگر آپ اس ذہنی استعداد میں اضافہ کرنا چاہیں گے تو آپ کی قوت حافظہ بڑھتی جائے گی اور اگر بے پروائی کا مظاہرہ کریں گے تو آپ کی قوت حافظہ اتنی کمزور ہو جائے گی کہ آپ یہ بات تک بھول جائیں گے کہ تھوڑی دیر پہلے آپ نے کھانے میں کیا کھایا تھا۔ جس طرح جسمانی استعداد میں اضافہ ممکن ہوتا ہے، اسی طرح ذہنی استعداد بھی بڑھائی جاتی ہے۔ بالکل یہی حالت آپ کی قوت حافظہ کی ہے۔ یہ ایک ذہنی استعداد ہے جسے آپ اپنی کوشش سے بڑھا سکتے ہیں۔

ذہن کی خاص تکنیک

یادداشت کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

i) مختصر مدت یادداشت Short term memory

ii) طویل مدت یادداشت Long term memory

مختصر مدت کی یادداشت ہم اپنے محدود ماحول میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً گھر، دفتر وغیرہ جب کہ طویل مدت کی یادداشت کی ضرورت ہمیں زیادہ مدت تک پڑتی رہتی ہے۔ طویل مدت کی یادداشت کے تحت آپ تحقیقی کام انجام دیتے ہیں۔ مختلف کتابوں میں موجود مشترک باتوں کو اپنے ذہن میں یکجا کرتے ہیں اور مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر پیش آنے والے واقعات سے ایک مخصوص نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ یہ ذہن کی ایک خاص تکنیک ہے جو وہ اسی وقت استعمال کرسکتا ہے کہ جب یادداشت اچھی ہو۔

حیرت انگیز یادداشت



یہ بات قطعی غلط ہے کہ ذہین لوگوں کے دماغ عام لوگوں کے دماغ سے مختلف ہوتے ہیں۔ آئن سٹائن ایک مشہور ماہر طبیعیات گزرا ہے۔ اس کے متعلق لوگوں کو شبہ تھا کہ اس کا دماغ عام لوگوں سے مختلف ہوگا۔ چنانچہ اس کی موت کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اس کے دماغ کو محفوظ کر کے اس کا مطالعہ کیا گیا، لیکن اس کے دماغ اور عام شخص کے دماغ میں کوئی فرق نہیں پایا گیا۔ ذہنی استعداد صرف مکمل توجہ، بھرپور انہماک اور گہرے مطالعے سے بڑھتی ہے۔ پرانے دور کے اطباء اور فلاسفہ حضرات اور قرآن کریم اور احادیث کے مفسرین کا حافظہ ناقابل یقین حد تک طاقتور ہوتا تھا۔ آج کے دور میں بھی بعض حضرات کی یادداشت حیرت انگیز طور پر اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ وہ اگر ایک کتاب پڑھ لیں تو اس کتاب کا ایک ایک صفحہ مع ایک ایک سطر ان کے ذہن کی اسکرین پر نقش ہو جاتا ہے اور انہیں پوری کتاب صرف ایک مرتبہ دیکھ کر گویا حفظ ہو جاتی ہے۔ ہمدرد کے بانی حکیم محمد سعید شہید کی یادداشت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی مریض ان کے پاس بیس سال کے بعد بھی آتا تو وہ نہ صرف اپنے حافظے کی مدد سے اس مریض کا نام بتا دیتے، بلکہ انہیں یہ بھی یاد رہتا کہ یہ مریض بیس سال قبل کس مرض کے علاج کے لیے آیا تھا۔ اس قوت یادداشت کی بدولت حکیم صاحب کے پاس آنے والے مریض کا آدھا مرض تو ویسے ہی دور ہو جاتا تھا۔

حواسِ خمسہ

اچھی یادداشت دراصل بھرپور توجہ اور انہماک کی محتاج ہوتی ہے۔ یہ دراصل ذہنی استعداد ہے جسے آپ

مسلسل مشق سے ترقی دے سکتے ہیں۔ دماغ میں ہماری یاداشت کا مرکز کنپٹی کا قریبی حصہ ہے جہاں ہمارے جسم کے ایک ایک حصے کی یاداشت محفوظ رہتی ہے۔ یہ بات آپ کو عجیب محسوس ہوگی کہ ہمارا پورا جسم یاداشت کے عمل میں شریک ہوتا ہے، لیکن آپ ذرا غور کریں تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے، کیوں کہ یاداشت کا عمل حواس خمسہ کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ حواس خمسہ میں حس لامسہ بھی شامل ہے۔ یہ حس ہماری جلد میں پائی جاتی ہے جو ہمارے پورے جسم پر غلاف کی مانند لپٹی ہوئی ہے۔ اگر ہمارے جسم سے کوئی چیز چھوتی ہے تو ہمارا ذہن فوراً اس بات کا ادراک کر لیتا ہے کہ جلد سے کس قسم کی چیز ٹکرا رہی ہے۔ اسی طرح ہماری ناک خوشبوؤں سے پیدا ہونے والے تاثرات کو ذہن میں محفوظ کر دیتی ہے۔ بعض اوقات کوئی خاص قسم کی خوشبو سونگھتے ہی ہمارا ذہن قلا بازی کھا کر برسوں پرانی یادوں کو دوبارہ تازہ کر دیتا ہے اور ہم اپنے آپ کو برسوں پرانے ماحول میں سانس لیتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض ذائقے بھی ہمارے ذہن میں تحریک پیدا کرتے ہیں۔

یاداشت میں اہم کردار ادا کرنے والے حواس میں سب سے زیادہ اہمیت آنکھ اور کان کی ہے۔ اسی لیے بچوں کی کتابوں میں مضمون کے ساتھ تصویریں بھی ضرور ہوتی ہیں جو بچوں اور بڑوں دونوں کے ذہنوں کو تحریک دیتی ہیں۔

اگر کوئی چیز ہمیں ناخوش گوار محسوس ہوتی ہے تو ہمارا ذہن اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ نتیجے میں ناخوشگوار واقعات ذہن میں محفوظ نہیں رہتے۔ جن چیزوں میں شدت پائی جاتی ہے، اسے ہمارا ذہن برسوں یاد رکھتا ہے۔ مثلاً شدید غم انگیز واقعات، شدید دکھ، جذباتی الجھنیں اور پریشانیاں، خوشی کے شدید جذبات وغیرہ۔ اسی طرح وہ چیز بھی ہمارا ذہن رفتہ رفتہ یاد کر لیتا ہے جو ہمیں بار بار سنائی یا دکھائی جائے یا کوئی کام بار بار انجام دیا جائے۔ ٹائپ، شارٹ ہینڈ، سائیکل چلانا اور اسی طرح کی دیگر مشینی حرکات کو ہمارا ذہن شروع میں یاد نہیں رکھ سکتا، لیکن جب انہیں بار بار دہرایا جاتا ہے تو نہ صرف وہ کام ہمیں درست انداز میں کرنا آ جاتا ہے بلکہ روانی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ کسی بھی کام میں تیز رفتار اور عبور حاصل کرنے کے لیے بار بار اسے دہرانا ضروری ہوتا ہے۔ دہرانے کا عمل سیکھنے کے عمل میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر کسی سبق کو بار بار دہرایا جائے تو وہ سبق بغیر کسی کوشش کے محض دہرانے سے یاد ہو جاتا ہے۔

حافظ قرآن

طالب علموں کے لیے اچھی یاداشت کا ہونا ضروری ہے۔ بعض طلبہ امتحانات میں صرف اس وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں کہ ان کی یاداشت اچھی نہیں ہوتی۔ یاداشت دراصل سیکھنے کا عمل ہے جسے بار بار دہرانے سے بہتر کیا جا سکتا ہے۔ جو بچے قرآن شریف حفظ کرتے ہیں وہ دن کے مختلف اوقات میں اپنا آموختہ دہراتے رہتے ہیں اور محض دہرانے کے آسان عمل سے وہ زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال کے عرصے میں پورا قرآن کریم حفظ کر لیتے ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن کے حافظ کا حافظہ نہایت قوی ہوتا ہے اور عمر کے کسی بھی حصے میں انہیں ذہنی کمزوری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

یاد کرنے کا پہلا طریقہ

دہرانے کے عمل سے مراد یہ نہیں کہ آپ سارا دن ایک ہی صفحے کو بار بار پڑھتے رہیں، بلکہ اس میں کئی طریقے شامل ہیں۔ طلبہ کے لیے ایک موثر طریقہ یہ ہے کہ وہ جس سبق کو اپنے ذہن میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں اسے پہلے دو تین مرتبہ پڑھ لیں۔ اس کے بعد کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دیں اور کاغذ قلم سنبھال کر بیٹھ جائیں۔ اب جو کچھ بھی انہوں نے تھوڑی دیر قبل پڑھا ہے اسے مختصر طور پر لکھنے کی کوشش کریں۔ انہیں خواہ کتنا ہی کم یاد آئے، لیکن اسے لکھیں ضرور۔ خواہ وہ ایک سطر ہی کیوں نہ ہو۔ خلاصہ لکھنے کے بعد قلم رکھ دیں اور اب کتاب کھول کر یہ دیکھیں کہ انہیں کون کون سی اہم باتیں یاد نہیں رہی تھیں۔ ان سب باتوں کو اپنے ذہن میں نوٹ کریں اور کتاب بند کر کے انہیں کاغذ پر لکھیں۔ اس طرح مسلسل نوٹ کرنے سے انہیں پوری کتاب حفظ بھی ہو جائے گی اور نوٹس بھی تیار ہو جائیں گے۔

ایک وضاحت

آگے بڑھنے سے پہلے ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ذہن تھک جائے تو اسے آرام دینا چاہیے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح جسم آرام کرتا ہے اسی طرح ذہن بھی آرام کرتا ہے، لیکن یہ بات غلط ہے۔ ذہن جسم کی طرح سوتا نہیں ہے۔ ذہن تھکتا ضرور ہے، لیکن اسے اپنی تھکن دور کرنے کے لیے آرام کی نہیں بلکہ تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ ذہن کی یہ ضرورت اس طرح پوری کر سکتے ہیں کہ چند گھنٹوں کے مطالعے کے بعد کورس کی کتابیں پڑھنے کے بجائے آرام سے بیٹھ جائیں۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور کوئی پرانا واقعہ اپنے ذہن میں دہرائیں یا مطالعہ کرنے کی جگہ سے



اُٹھ جائیں۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر گھومیں پھریں۔ اگر نماز کا وقت ہو گیا ہو تو وضو کر کے نماز ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کامیابی کی دعا مانگیں۔ اتنی دیر میں آپ کا ذہن تازہ ہو چکا ہوگا۔ اب آپ دوبارہ کتاب کھولیں۔ اگر ایک ہی مضمون کی کتاب پڑھتے پڑھتے دل اُکتا گیا ہو تو اس کتاب کو چھوڑ دیں۔ کسی دوسرے مضمون کی کتاب اٹھا لیں۔ ذہن صرف تبدیلی چاہتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ آپ لیٹ جائیں اور ٹانگ پر ٹانگ رکھے یہ سوچتے رہیں کہ آپ کا ذہن آرام کر رہا ہے۔ ضرورت سے زیادہ لیٹے رہنے سے ذہن تو ذہن جسم بھی بیمار ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ

طلبہ کے لیے یادداشت بہتر بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ کسی ایک مضمون پر مختلف اداروں یا مصنفین کی لکھی ہوئی کئی کتابیں پڑھیں اور ان میں انہیں جو پوائنٹ مشترک نظر آئیں وہ ایک کاغذ پر نوٹ کرتے جائیں اور بعد میں اپنے کورس کی کتاب سے ان پوائنٹس کو ملائیں۔ اس طرح اچھے نوٹس تیار ہو جائیں گے اور امتحان میں ان پوائنٹس کو لکھ کر اچھے نمبر حاصل ہو سکیں گے۔ اس سلسلے میں اپنے اساتذہ سے بھی مشورہ کرنا چاہیے۔

تیسرا طریقہ

رٹنا کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ اس طریقے میں یہ خرابی ہے کہ اگر آپ کہیں کوئی لفظ یا جملہ بھول گئے تو پھر آگے کی ایک سطر بھی یاد نہیں آتی۔ اس کے بجائے آپ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر ایک دوسرے سے سوالات کریں اور زبانی جواب دیں۔ زبانی جواب دینے کے طریقے میں یہ خوبی ہے کہ اگر جواب میں کوئی غلطی ہوتی ہے تو دوسرے دوست اس غلطی کو فوراً درست کر دیتے ہیں۔ یہ بہت کامیاب طریقہ ہے اور طلبہ میں بھی بہت مقبول ہے۔

اگر آپ الفاظ کے معنی یاد کرنا چاہتے ہیں یا تاریخی واقعات کے سن اور مہینے یاد کرنا چاہتے ہیں تو اس کا بہت آسان اور موثر طریقہ یہ ہے کہ انہیں ایک چھوٹے کاغذ پر نوٹ کر لیں اور اپنی جیب میں رکھ لیں۔ اب جب بھی آپ کو وقت ملا کرے اس کاغذ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں، مثلاً کھانا کھانے سے پہلے، اٹھنے کے فوراً بعد، اسکول یا کالج جاتے ہوئے، گھر واپس آتے ہوئے وغیرہ۔ اس طریقے سے آپ بڑی پیچیدہ تاریخیں، واقعات اور الفاظ کے معنی بہت جلد یاد کر لیں گے۔

غذائیں

بعض افراد میں دماغی کمزوری کے باعث یا حیاتین کی کمی کی وجہ سے بھول جانے کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ایسی غذائیں استعمال کرنی چاہئیں جن میں حیاتین ب (وٹامن بی) موجود ہو مثلاً چقندر، شلغم، ہری پیاز، پالک، سرسوں کا ساگ، پھول گوبھی، بند گوبھی، آلو، مٹر، سیب، کیلا، کلیجی، مونگ پھلی، گوشت، انڈا، مچھلی وغیرہ۔

یاد کی ہوئی باتیں بھول جانے کی شکایت میں سونٹھ ساٹھ گرام پیس کر سو گرام شہد میں ملا لیں اور تین تین گرام صبح شام دودھ سے استعمال کریں۔ اگر نزلہ رہتا ہو تو پانچ عدد بادام، تین عدد کالی مرچوں کے ساتھ سل یا کھرل میں پیس کر صبح نہار منہ دودھ کے ساتھ کھا لیں۔ مندرجہ بالا نسخوں اور غذاؤں کے استعمال سے دماغی کمزوری دور ہو جائے گی۔ باقاعدہ علاج کے لیے مستند اور تجربے کار طبیب سے رجوع کریں۔

135

امرود... پھل بھی دوا بھی

جاڑوں کا اہم میوہ امرود ٹنوں کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ اس کے بغیر پھلوں کی چاٹ مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ امرود خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے اور خوشبودار بھی۔ اس کی خوشبو فرحت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے بھی غور کیا کچھ پھل مزے دار ضرور ہوتے ہیں، لیکن ان میں خوشبو نہیں ہوتی۔ ایسے پھل خوشبو کے بغیر ادھورے لگتے ہیں۔

امرود، اب یہ بیشک ہمارا پھل ہے، لیکن اس کا اصل وطن جنوبی امریکہ کے ٹوپی قبیلے سے ہے اور وہ اسے ''گوآ جاوا'' کہتے ہیں۔ یورپ سے یہاں آنے والے پرتگیزی اسے دنیا کے دوسرے ملکوں میں لے گئے اور اب یہ بے شمار گرم ملکوں میں مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے۔ اس کے چند نام یہ ہیں۔ جام، جام پھل، جام رخ، جاموا اور پیارا بھی۔

طبی اعتبار سے امرود مفرح اور مقوی ہے۔ خفقان اور گھبراہٹ دور کرتا ہے۔ قبض دور کرتا ہے۔ بواسیر کے لیے بھی مفید ہے۔ امرود سے جسم کی قوت مدافعت مستحکم ہوتی ہے، اس لیے یہ زکام کے لیے بھی مفید رہتا ہے۔ اس کی چاٹ میں سونٹھ، کالی مرچ اور نمک شامل کر لینا چاہیے۔

اس کی کوئی ڈیڑھ سو قسمیں ہوتی ہیں۔ خود پاکستان میں کم از کم دو نمایاں قسمیں بہت عام ہیں۔ پاکستان میں ملیر اور لاڑکانہ کا امرود مشہور ہے۔ ہندوستان کے شہر الہ آباد کے امرود اپنی مٹھاس کے لیے بہت مشہور رہے ہیں۔

جنوبی ہند میں اورنگ آباد کے امرود نہ صرف میٹھے بلکہ بہت وزنی بھی ہوتے ہیں۔ نصف سے تقریباً ایک کلو تک کے امرود دیکھے جاتے ہیں۔ اس کی ایک قسم ملیر چ کی بھی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں لاڑکانہ والی قسم میں بھی نسبتاً کم بیج ہوتے ہیں۔

100 گرام امرود میں 67 فی صد پانی، ایک سے پانچ فی صد پروٹین، صفر سے 2 فی صد چکنائی، 5 سے 14 فی صد نشاستہ، صفر اعشاریہ ایک فی صد کیلشیم، صفر اعشاریہ 4 فی صد فاسفورس، ایک ملی گرام فولاد اور 300 سے 1000 ملی گرام حیاتین ج (وٹامن سی) ہوتا ہے۔ گویا حیاتین ج کے لحاظ سے صرف آملہ ہی اس کے مقابلے میں آتا ہے۔

کچے امرود میں حیاتین ج خوب ہوتا ہے جب کہ اس کی چھال میں بھی یہ حیاتین خوب ہوتا ہے۔ امرود کے 100 ملی لیٹر رس میں 70 سے 170 ملی گرام حیاتین ج (وٹامن اے) حیاتین ب (وٹامن بی) اور گلوکوسائڈ اور خامرے (انزائم) بھی ہوتے ہیں۔

امرود میں کیروٹینز بھی خوب ہوتے ہیں جو خاص طور پر آنکھ کے امراض کے لیے بہت مفید ہوتے ہیں، کیوں کہ ان میں آنکھ کے ان خلیات کو توانائی بخشنے کی صلاحیت ہوتی ہے کہ جو بینائی یا دیکھنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ اتنی مقدار میں کیروٹینز کسی اور غذا میں نہیں ملتے۔

اپنی خصوصیات اور فائدوں کے اعتبار سے امرود کی چھال اور پتے بھی بہت مفید رہتے ہیں۔ بعض ایشائی ملکوں میں امرود کے رس میں اس کے پتوں کا رس شامل کر کے اس کے استعمال کو ذیابطس کے مرض کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے۔

امرود کا جوشاندہ

ایک دو مٹھی تازہ پتے کتر کر پانی میں پانچ منٹ اُبال کر ٹھنڈا کر کے اس سے جلد دھونا کھجلی، پھوڑے پھنسی، دھپڑ، خارش، کیلوں، چنبل (سورائی سس) کے زخم اور خراش کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔

امرود کے پتوں کی چائے

جب درخت پر امرود پک رہے ہوں تو درخت سے پتے توڑ کر 45 ڈگری درجہ حرارت پر سائے میں خشک کر کے انہیں چورا کر لیں اور چائے کی طرح کھولتے پانی میں دم دے کر چائے بنا لیں۔ اس چائے کا استعمال بھی ذیابطس کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس سے ہلڈ پریشر بھی کم ہو سکتا ہے۔

اسہال و دانت درد کے لیے

اسی طرح سرد کر کے اس چائے کا استعمال اسہال کی تکالیف کے لیے مفید رہتا ہے۔ دانت کے درد کے لیے امرود کے تازہ پتے چبانے سے درد دور ہو جاتا ہے۔ فلے پنیر میں پتوں کو پیس کر نچوڑنے کے بعد درد کی جگہ پسے ہوئے پتوں کی ٹکیا رکھی جاتی ہے۔

امرود خوب کھائیے

اس موسم میں کراچی میں تازہ ملنے والے پھلوں میں امرود بھی سرفہرست ہوتا ہے۔ ہضم کے نظام کو بھی توانائی بخشنے کے لیے امرود اور پپیتے کی چاٹ کا استعمال بے حد مفید ہوتا ہے۔ اس سے آنتوں کا فعل چست رہتا ہے۔ بھوک کھل کر لگتی ہے اور معدے اور جگر کو بھی توانائی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ دونوں پھلوں میں موجود حیاتین، معدنی نمک اور ہاضم خمیر سے جسم کو توانائی ملتی اور اچھا خون بنتا ہے۔ امرود معدے کے علاوہ قلب کو بھی تقویت دیتا ہے۔

تازہ تحقیق

تائیوان میں ہونے والی تازہ تحقیق کے مطابق امرود کا رس استعمال کرنے سے خون کی بڑھی ہوئی شکر نمایاں طور پر کم ہو جاتی ہے۔ میکسیکو میں ہزاروں سال سے استعمال ہو رہا ہے اور امرود کو اسہال روکنے کے لیے بہت مفید پایا گیا ہے۔

رنگوں سے صحت

پہلے عام خیال یہ تھا کہ سبز رنگ کی ترکاریاں زیادہ فائدہ مند ہوتی ہیں، لیکن جدید تحقیق سے پتا چلا ہے کہ پیلے، سرخ، نارنجی، نیلے اور اودے رنگ کے پھل اور سبزیاں بھی ہمارے لیے اسی قدر اہم ہیں جتنی کہ ہری۔

پھلوں اور سبزیوں میں ایسے قدرتی اجزا ہوتے ہیں جو انہیں مختلف رنگ دیتے ہیں اور مانع تکسید (اینٹی آکسی ڈینٹ) ہونے کی وجہ سے ہمارے لیے بہت فائدہ مند ہیں۔ یہ مانع تکسید اجزاء ہمارے جسم سے ان نقصان دہ سالموں یا ذروں کو ختم کر دیتے ہیں جو آلودگی اور دھوپ کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں اور سرطان اور دل کی بیماریوں کو جنم دے سکتے ہیں۔

ایک ماہر غذا کا خیال ہے کہ ہمیں رنگ برنگی ترکاریاں اور پھل کھانا چاہئیں، کیوں کہ ہر رنگ میں علیحدہ علیحدہ مانع تکسید عناصر ہوتے ہیں جو مل جل کر ہماری صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت کے کھانے میں آپ ہر رنگ کے پھل اور ترکاریاں کھائیں، لیکن یہ خیال ضرور رکھیں کہ وقتاً فوقتاً آپ سارے ہی رنگوں کی ترکاریاں اور پھل کھاتے رہیں۔ آیئے اب دیکھیں کہ رنگ برنگی غذاؤں کا فائدہ کیا ہے؟

نیلا رنگ

اس رنگ کے پھل اور ترکاریوں میں رنگی مادہ یا گل لونین (Anthocyanin) ہوتا ہے۔ یہ طاقت ور مانع تکسید اجزاء کولاجن کی پیداوار بڑھاتے ہیں اور کولاجن جلد کی لچک برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے اور انسان زیادہ دیر تک جوان نظر آتا ہے۔ حال ہی میں امریکی تحقیق کاروں نے یہ بھی پتا چلایا ہے کہ نیلی بیری یا امریکی بیری (Blueberry) نامی پھل جو عام طور سے مغربی ممالک میں پایا جاتا ہے، مختصر وقتی یادداشت پر اچھا اثر ڈالتا ہے۔ نیز یہ جسمانی توازن اور اعضا کے باہمی ربط کو بھی بہتر بناتا ہے۔ سائنس والوں نے چوہوں پر تجربہ کیا تو بلیو بیری کی ان خصوصیات کا علم ہوا۔ رنگی مادہ گل بلیو بیری اور بل بیری میں پایا جاتا ہے جنہیں دودھ، دہی میں ملا کر بھی کھایا جا سکتا ہے۔

ہمیں مختلف وقتوں میں مختلف رنگوں کی ترکاریاں کھانی چاہئیں، کیوں کہ مختلف رنگوں کی ترکاریوں میں مختلف صحت بخش اجزا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ذہن و جسم پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سرخ رنگ

اس رنگ کے پھلوں اور ترکاریوں میں نباتی سرخ مادہ لائکوپین ہوتا ہے۔ حالیہ تحقیق سے پتا چلا ہے کہ اس سرخ نباتی مادے کو پابندی سے کھایا جائے تو چھاتی اور فم رحم کے سرطان کا خطرہ چالیس فی صد کم ہو جاتا ہے۔ یہ مادہ ٹماٹر، ٹماٹر سے بنی ہوئی اشیاء تربوز اور گلابی چکوترے میں پایا جاتا ہے۔

ارغوانی رنگ

اس رنگ کے پھلوں اور ترکاریوں میں زرد نباتی مادہ فلیوونائڈ (Flavonoid) ہوتا ہے جو خون میں نقصان دہ سالموں (مالیکیولز) کو ختم کر کے امراضِ قلب کا راستہ روکتا ہے۔ اس سے مضر صحت کولیسٹرول کے بننے میں رکاوٹ ہوتی ہے اور شریانوں میں چکنائی جمع نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے تھکے بننے، حملہ قلب یا فالج کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ یہ مادہ توت سیاہ میں سیاہ مٹے میں پایا جاتا ہے۔

نارنجی رنگ

اس رنگ کے پھلوں اور ترکاریوں میں بیٹا کیروٹین نامی مانع تکسید مادہ ہوتا ہے جو سرطان سے بچاتا ہے۔ تحقیق سے پتا چلا ہے کہ یہ مادہ وائرس سے پیدا ہونے والے بعض تعدیوں مثلاً زکام، فلو، ورم مثانہ، آشوب چشم اور جلد کی بعض خرابیوں جیسے کیل مہاسے وغیرہ سے بچنے میں مدد دیتا ہے۔ جسم میں پہنچ کر یہ مادہ حیاتین الف (وٹامن اے) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ جو لوگ تمباکو نوشی کرتے ہیں یا دباؤ میں رہتے ہیں ہیں انہیں تعدیوں سے مقابلے کے لیے بیٹا کیروٹین کی فاضل مقدار درکار ہوتی ہے۔ یہ مادہ گاجر، سنترے، خوبانی، آم اور میٹھے کدو میں خوب پایا جاتا ہے۔

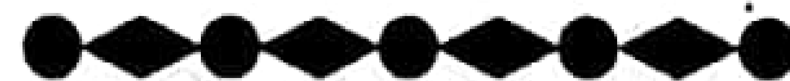
سبز رنگ

اس رنگ کے پھلوں اور ترکاریوں میں جو مفید صحت مادے پائے جاتے ہیں انہیں گلوکوسینولیٹس (glucosinolates) اور آئسوتھیوسیانیٹس (Isothiocyanates) کہتے ہیں۔ 1997ء میں ایک تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ مانع تکسید مادے سرطان خصوصاً چھاتی اور قولون کے سرطان کو روکنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور سرطانی خلیوں کو تباہ کرتے ہیں۔ یہ مانع تکسید اجزا پالک، بند گوبھی، پھول گوبھی، سلاد کے پتوں میں خوب ہوتے ہیں۔

زرد رنگ

اس رنگ کے پھلوں ترکاریوں میں لیوٹین (lutein) نامی مانع تکسید مادے ہوتے ہیں۔ تمباکو نوشی، دھوپ کی تپش اور جسم میں خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ کے باعث موتیا بند اور آنکھ کی ایسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں جو عمر میں اضافے کا تقاضا ہیں۔ امریکہ اور سوئزرلینڈ میں جو تحقیق ہوئی ہے اس سے پتا چلا ہے کہ لیوٹین اور زیگزانتھین (Zeaxanthin) نامی مادے آنکھوں کو ایسے نقصانات سے بچاتے ہیں۔

لیوٹین اور زیگزانتھین زرد مکئی، زرد پہاڑی مرچ، چکوترے اور کیلے میں خوب پائے جاتے ہیں۔



قبض کی علامات

زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ اگر روزانہ اجابت نہ ہو تو اس کا مطلب قبض ہے، لیکن درحقیقت ہر شخص کی اجابت کا معمول مختلف ہوسکتا ہے۔ معالجین کا کہنا ہے کہ اگر اجابت بہت کم ہو اور ایسی سخت ہو کہ اس کے دوران میں تکلیف یا درد محسوس ہونے لگے تو پھر یہ کیفیت قبض کی ہے۔

قبض کی شکایت خاصی عام ہے اور اس کی مختلف وجوہ ہوسکتی ہیں۔ مثلاً نامناسب غذا، دباؤ، بعض بیماریوں، بعض ادویہ۔ قبض اچانک اور شدید بھی ہوسکتا ہے اور کہنہ اور مستقل بھی۔ درد، کھانسی، بلند فشار خون اور بعض دوسری بیماریوں کے لیے جو دوائیں اکثر ہم استعمال کرتے ہیں، قبض کا سبب بن جاتی ہیں۔ فولاد کی گولیاں کھانے اور ان گولیوں کے ساتھ حیاتین کے استعمال سے بھی قبض ہو جاتا ہے۔ حیاتین سے تیار شدہ کوئی نئی گولیاں وغیرہ شروع کی جائیں تو بھی قبض کا امکان ہوتا ہے۔ قبض کسی دوسری بڑی طبی شکایت کے باعث بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً پارکنسن کی بیماری، پستی، سرطان قولون یا غدۂ درقیہ کے فعل میں خرابی، لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے۔ یہ بات مختلف معائنوں کے بعد معالج ہی بتا سکتا ہے کہ کیا قبض کی وجہ کوئی بڑی بیماری ہے۔

جس قبض کی وجہ کوئی مرض نہ ہو اس کا علاج طرز زندگی بالخصوص غذائی عادات میں معمولی تبدیلی سے بہ آسانی ہوسکتا ہے۔ ریشے والی غذا کا زیادہ استعمال بہت اہم ہے۔ آنتوں میں ریشہ رہے تو ان میں غذا آگے بڑھتی رہتی ہے۔ ریشہ پانی کو بھی روکے رکھتا ہے جس کی وجہ سے اجابت نرم رہتی ہے۔ ریشے کے حصول کا بہترین ذریعہ چوکر والا اناج، خشک لوبیا، مٹر، گوبھی، تازہ پھل، کچی سبزیاں، کشمش، منقیٰ اور آلو چہ وغیرہ ہیں۔

ریشے (فائبر) کا صحیح اثر اسی صورت میں ہوگا جب پانی خوب پیا جائے۔ روزانہ آٹھ دس گلاس پانی پینا چاہیے۔ اجابت محسوس ہو تو اسے ٹالنا نہیں چاہیے، اور بیت الخلا سے واپسی میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ پابندی سے ورزش کر کے بھی قبض کو روکا جا سکتا ہے یا اس کا علاج ہوسکتا ہے۔

★★★★★★★★★★★

Write for Far-zoq

"فرزوق" کے لیے لکھیں

"راہنمائے عملیات" کے قارئین اور لکھاری حضرات کو دعوت ہے کہ وہ اگر ادارے کے تحت شائع ہونے والے انگلش پرچے "Far-zoq" میں مضمون تحریر کرنا چاہیں تو ارسال کر سکتے ہیں۔ خیال رہے "Far-zoq" کے لیے مضمون صرف انگلش زبان میں ارسال کریں۔ اُردو کے مضمون صرف راہنمائے عملیات میں شائع کیے جائیں گے۔ ایڈیٹر۔

جناب سعید بن عامر رضی اللہ عنہ

قسم! میں اس بات کو بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا تھا، میں نے دن کے اوقات ان لوگوں کے لیے اور رات کے اوقات اپنے رب کے لیے مخصوص کر رکھے ہیں"۔

میں نے معترضین سے کہا "اب تم اپنی تیسری شکایت بیان کرو"۔ انہوں نے کہا کہ یہ مہینے میں ا بار دن بھر گھر سے باہر نہیں نکلتے۔

میں نے دریافت کیا کہ "سعید! تم اس شکایت کا کیا جواب دیتے ہو"؟ سعیدؓ نے کہا "امیر المومنین! میرے پاس کوئی خادم نہیں اور جسم کے ان کپڑوں کے سوا میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں۔ میں ان کو مہینے میں صرف ایک بار دھوتا ہوں اور ان کے خشک ہونے کا انتظار کرتا ہوں، اور سوکھنے کے بعد دن کے آخری حصے میں انہیں پہن کر باہر آتا ہوں"۔

میں نے معترضین سے کہا کہ اب تم اپنی آخری شکایت بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ "ان کو رہ رہ کر غشی کے دورے پڑتے ہیں اور یہ اپنے گردوپیش سے بے خبر ہو جاتے ہیں"۔

میں نے کہا "سعیدؓ! تمہارے پاس اس شکایت کا کیا جواب ہے؟ انہوں نے جواب دیا" (حضرت خبیبؓ کا اوپر بیان کردہ واقعہ پیش کیا) اللہ کی قسم جب مجھ کو وہ منظر یاد آتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد آتا ہے کہ میں نے اس وقت ان کی مدد کیوں نہ کی تو مجھے اس بات کا شدید خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوتاہی کو ہرگز معاف نہیں کرے گا، اور اسی وقت میرے اوپر غشی طاری ہو جاتی ہے"۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے سعیدؓ کے متعلق میرے حسن ظن کو صدمہ نہیں پہنچنے دیا۔

اس کے بعد جناب عمرؓ نے ان کے لیے ایک ہزار دینا بھیجے تا کہ ان سے وہ اپنی ضروریات پوری کریں۔ جب ان کی اہلیہ نے ان دیناروں کو دیکھا تو بولیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو آپ کی خدمات سے بے نیاز کر دیا۔ اب آپ اس رقم سے ہمارے لیے ایک غلام اور ایک خادمہ خرید دیجئے۔ یہ سن کر جناب سعیدؓ نے کہا "کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں"؟ "اس سے بہتر؟ اس سے بہتر کیا چیز ہے"؟ اہلیہ نے پوچھا۔ "یہ رقم ہم اس کے پاس جمع کر دیں جو اسے ہم کو اس وقت واپس کر دے جب ہم اس کے زیادہ ضرورت مند ہوں"۔ جناب سعید رضی اللہ عنہ نے بات سمجھائی۔ "اس کی کیا صورت ہوگی"؟ اہلیہ نے وضاحت چاہی۔ جناب سعیدؓ نے کہا کہ "ہم یہ رقم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے دیں"۔ اہلیہ نے کہا "ہاں یہ بہتر ہے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے"۔

پھر جناب سعیدؓ نے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے ان تمام دیناروں کو بہت سی تھیلیوں میں رکھ کر اپنے گھر کے ایک آدمی سے کہا کہ "انہیں فلاں قبیلے کی بیواؤں، فلاں قبیلے کے یتیموں، فلاں قبیلے کے مسکینوں اور فلاں قبیلے کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دو"۔

اللہ تعالیٰ جناب سعید بن عامر جمحیؓ سے راضی ہو (آمین)۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خود محتاج اور ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔

ہاتف کدہ ڈیلفی کے اسرار

کہتے ہیں کہ اپنے زمانے میں اندھا یونانی شاعر ہومر بھی ڈیلفی آیا تھا۔ جب اس نے اپنے مستقبل کے بارے میں پوچھا تو اسے جواب ملا تھا کہ "دنیا تمہیں کبھی بھلا نہ سکے گی"۔ آج 2700 سال گزرنے کے باوجود ہومر کو دنیا بھلا نہیں سکی۔ اس کی طویل رزمیہ نظمیں ایلیڈ اور اوڈیسی ہمیشہ کے لیے امر قرار پائیں اور اس طرح اس کے متعلق ہونے والی پیشن گوئی سچ نکلی۔ (ماخذ)

Encyclopeadia Britanica. World Famous Prophesie and Prediction. Encyclopeadia Americana. 1000 Great Events.

قسط اول

طب نبوی

ہر انسان کو سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو محض اپنی بندگی و عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک تندرستی حاصل نہ ہو، اور تندرستی کا حصول اس پر موقوف ہے کہ آدمی اپنی جسمانی صحت کا پوری طرح خیال رکھے۔ عام طور پر اس کے لیے چار طریقے مروج ہیں:-

(1) دُعا

(2) دوا

(3) عمل

(4) پرہیز

لیکن امراض جسمانی کے بعض معالج مثلاً جالینوس وغیرہ جو محض تجربہ پر ہی زور دیتے ہیں، ازالہ مرض کے لیے دُعا کو کافی نہیں سمجھتے اور مسلمانوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ بے وقوف ہیں جو ازالہ مرض میں دُعا کے قائل ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ دعا کا تعلق صرف زبان سے ہے اور جسمانی امراض پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کا یہ محض خیال خام ہے، اور وہ اس لیے کہ بات کی تاثیر سے ہر شخص واقف ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ ''تلوار کا زخم بھر جاتا ہے، لیکن زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا''۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی دُوسرے شخص کو برا کہے تو مخاطب کا دل زخمی ہوگا اور اس شخص کے اندر انتقامی جذبہ پیدا ہوگا۔

اسی طرح اچھی بات کا اثر بھی ظاہر ہے گزر کر انسان کے قلب تک پہنچتا ہے جب ایک معمولی انسان کی بات میں اس قدر اثر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے کلام میں اثر کیوں نہ ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص دعا کا قائل نہ ہو تو ظاہر ہے یہ اس کی جہالت اور حماقت ہی ہے۔ اس لیے کہ وہ بد کلامی اور اچھی بات کی تاثیر کا تو قائل ہو اور اسماءِ الٰہی اور کلام اللہ کی تاثیر کا قائل نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے انسان کو دو چیزوں سے پیدا کیا ہے، ایک جسم دوسرے رُوح، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رحمۃ للعالمین ہیں، امراضِ رُوحانی کے علاج کے ساتھ امراضِ جسمانی کا بھی علاج بتایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر آپ کو امراض جسمانی کا علاج نہ سکھایا جاتا تو دشمنانِ اسلام آپ ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کے بعد علمائے اُمت کے سامنے معترض ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کے لیے رحمت، کس طرح فرمایا۔ کیونکہ آدمی کا جسم بھی دنیا میں داخل ہے اور آپ ﷺ کو آدمی کے جسم کی اصلاح کی کچھ خبر نہیں ہے تو جسم کے لیے کسی بھی طرح رحمت نہیں ہو سکتے۔ اس اعتراض پر ہر شخص کے لیے جواب دینا مشکل ہوتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن و روح دونوں کا علاج سکھایا۔ مگر یہ ضرور سمجھ لینا چاہیے کہ حکمائے جسمانی فقط دَوا سے علاج کرتے ہیں اور یہ حضرات دَوا اور دُعا دونوں سے اپنی امت کا علاج کرتے ہیں۔ کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے امراض

''طب نبوی'' صحت و علاج کے حوالے سے ایک خاص اور نمایاں موضوع ہے۔ مضامین کا یہ سلسلہ قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالے سے راہنمائی کرے گا۔

ایسے ہیں جو دوا سے نہیں جاتے جیسے جادو، آسیب اور نظر کا لگنا، یہ امراض تو اللہ پاک کے پاک نام اور دعاؤں سے ہی جاتے ہیں۔

بلکہ بہت سے اعمال پیشگی ہی انسان کو سکھائے ہیں کہ ان کے کرنے اور ان کی برکت سے کوئی بلا نہیں آتی۔ اس کا بھی تفصیلی بیان اسی کتاب میں انشاءاللہ تعالیٰ کیا جائے گا۔

اور یہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لیے خاص ہے کہ مرض کے ظاہر ہونے سے قبل ہی علاج بتادیا جائے اور رحمۃ للعالمین کے یہی معنٰی ہیں۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ طب نبوی ﷺ کا تعلق وحی سے ہے اور عام دنیاوی طریقِ علاج صرف تجربہ ہے۔ بعض لوگوں نے تجربے کو یقین کے قریب بتایا ہے، لیکن تجربہ رُتبہ وحی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

اس لیے جو شخص طب نبوی ﷺ کے ذریعہ اپنے جسم کا علاج کرنا چاہتا ہے تو اس شخص کو چاہیے کہ پہلے وہ اپنے دل میں طب نبوی ﷺ کے متعلق اعتقاد و یقین کو مستحکم کرے، کیونکہ اس کے بغیر طب نبوی ﷺ سے فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اعتقاد جس قدر مضبوط و مستحکم ہوگا اسی قدر فوائد حاصل ہوں گے اور اگر کوئی شخص اس میں اپنی عقل کو دخل دے گا تو وہ ان فوائد سے محروم رہے گا۔

کیونکہ انبیاء علیہم السلام معالج روحانی ہیں۔ جیسا کہ ان کا رُوحانی علاج عقل میں نہیں سما سکتا ویسے ہی جسمانی علاج بھی عقل کے موافق نہیں بن سکتا اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ بیماریوں کا علاج دوا سے بھی کریں اور دعا سے بھی۔ تاکہ صرف دوا پر ہی بھروسہ نہ ہو جائے۔ دوا بھی تدبیر کے درجہ میں ضروری ہے لیکن شفاء حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور دوا کو سبب و تدبیر کے علاوہ موثر نہ سمجھے اور جو شخص صرف دوا کو ہی بالذات شفاء دینے والی سمجھے تو وہ مشرک ہے اسی وہم کی وجہ سے بعض علماء نے دوا کو مکروہ کہا ہے کہ دوائیں کرتے کرتے کہیں اسی پر بھروسہ نہ ہو جائے اور مرتے وقت فرشتے کہیں ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ (ترجمہ: یہ وہ موت ہے کہ تھا جس سے تو بھاگتا) یعنی ذرا بھی بیماری ہوتی تو دوا کی طرف دوڑتا تھا اور اپنے مالک حق سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ نہ کرتا تھا۔

مگر صحیح بات یہ ہے کہ دوا کرنا بھی سُنت اور ضروری ہے۔ کیونکہ حضرت اُسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ لوگ آپ ﷺ سے دریافت کر رہے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم بیماریوں میں دوا کرلیا کریں تو کچھ گناہ تو نہیں؟ یہ سُن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوا کیا کرو۔ اے اللہ کے بندو اس لیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جتنی بیماریاں پیدا کی ہیں ساتھ ہی ان کی دوا بھی پیدا کی ہے۔ لیکن مرض موت اس سے مستثنٰی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوا بھی کرنی چاہیے۔

اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہے کہ امراضِ جسمانی کا علاج چار طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ دوا سے، دعا سے، کسی مخصوص عمل کے کرنے سے، کسی عمل کے چھوڑنے سے۔ اور دُعا سے علاج کرنا صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے مخصوص ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔

لہٰذا آگے چاروں طریقہ ہائے علاج کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے گا اور ہر علاج کے لیے احادیث رسول ﷺ مع حوالہ کتب بیان کی جائیں گی اور ساتھ ہی ساتھ علماء کے اقوال بھی نقل کیے جائیں گے کیونکہ علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور حدیث کے شارح ہیں۔ جس حدیث اور قول کا ذکر کیا جائے گا اس کے شروع میں لفظِ علاج لکھا جائے گا۔ اس لیے کہ طب نبویؐ کے لیے یہی لفظ زیادہ مناسب ہے۔

جسمانی صحت وتندرستی

علاج:

صحیح بخاری میں حضرت عبادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے "اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور جو شخص میرے طریقے سے انکار کرے وہ ہم میں سے نہیں، اور سنن ابی داؤد ونسائی وحاکم میں معقل بن یسارؓ سے مرفوعاً روایت ہے:-

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو اپنے شوہروں سے محبت اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔

اور صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے:-

یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ"۔

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے جوانوں کے

گروہ تم میں جو شخص نکاح کی طاقت رکھے اس کو نکاح کرنا چاہیے اس لیے کہ نکاح آنکھ کو ڈھانکنے والا اور شرمگاہ روکنے والا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھے اس کو روزہ رکھنا چاہیے اس لیے کہ روزہ گویا خصّی کر دیتا ہے۔

فائدہ: حدیث شریف میں دو علاج بتائے گئے ہیں ایک تو نکاح کرنا، دوسرے روزہ رکھنا۔ اس لیے کہ نکاح کرنے سے جسم انسانی فسادِ خون اور پھوڑے پھنسیوں کی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ لیکن ساتھ ہی کثرتِ جماع سے پرہیز لازم ہے کیونکہ اس سے جسمِ انسانی کمزور ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔

اور اگر غربت کی وجہ سے شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو روزہ رکھنا چاہیے، کیونکہ روزہ رکھنے سے رطوبت کی زیادتی نہیں ہوتی اور بلغمی امراض سے نجات رہتی ہے، لیکن اس کا خیال رہے کہ روزے سنت کے طریقے سے رکھا کرے کیونکہ بعض دفعہ روزے کی کثرت سے رطوبتِ اصلی خشک ہو جاتی ہے اس طرح آخر کار مزاج سوداوی بن جاتا ہے۔

روزے رکھنے کا مسنون طریقہ

طریقہ یہ ہے کہ ہفتے میں دو روزے رکھے ایک شنبہ کو دوسرا پنجشنبہ کو اس لیے کہ اس کا حکم مسلم، ابو داؤد، ترمذی کی متعدد احادیث میں آیا ہے۔ اور مہینے میں تین روزے رکھے۔ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طریقوں سے رکھا ہے کبھی تو بلحاظ تاریخ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھا۔ کبھی دنوں کے حساب سے مہینے میں ایک بار اتوار، پیر کا روزہ رکھا اور دوسرے مہینے میں منگل، بدھ، جمعرات کا روزہ رکھا۔

چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ بعض مرتبہ ایام اور تاریخوں کی قید نہ فرماتے بلکہ جس تاریخ میں چاہتے یہ تینوں روزے رکھا کرتے تھے۔ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں درج ہے اور سال بھر میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ رمضان کے مہینے کے پورے روزے رکھے اور عید الفطر کے چھ روزے اور محرم میں دو روزے اور اول عشرہ ذی الحجہ کے نو روزے رکھا کرے۔

جو شخص اس مسنون طریقے سے روزے رکھے گا۔ اس کی رطوبت نہ تو زیادہ پیدا ہوگی اور نہ بالکل خشک ہی ہوگی۔

اور صاحب غایۃ الاحکام نے لکھا ہے کہ جو شخص ناداری کی وجہ سے نکاح نہ کر سکے (اور کسی وجہ سے روزے بھی نہ رکھ سکے) تو شہوت کم کرنے کے لیے علاج کرنا بھی درست ہے۔

ولادت کی تکلیف اور اس کا علاج

علاج:

فتاویٰ نجت میں ہے کہ اگر کسی عورت کو بچہ پیدا ہونے کے وقت کوئی مشکل یا تکلیف ہو تو یہ تعویذ لکھ کر اور سفید کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران پر باندھ دیا جائے، انشاءاللہ بسہولت ولادت ہوگی۔ تعویذ یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ أهيا أشراهيا۔

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے اور جب زمین نکال پھینکے گی جو اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی اور سُنے اپنے رب کا حکم وہ اسی لائق ہے۔

بچے کے کانوں میں اذان و تکبیر کہنے کے فوائد

علاج:

جب بچہ پیدا ہو تو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنی چاہیے۔ اس کی برکت یہ ہے کہ بچہ مرض ام الصبیان سے محفوظ و مامون رہے گا۔ احیاء العلوم میں یہ علاج لکھا ہے اور حصن حصین کے حواشی میں یہ مضمون ایک حدیث مرفوع سے ثابت کیا گیا ہے۔

کھجور چبا کر بچہ کے منہ میں ڈالنا

علاج:

بچہ کی پیدائش کے بعد تھوڑی سی کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالنی چاہیے اور بچہ کے لیے دُعا کرنی چاہیے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس علاج سے بچہ خوش اخلاق اور حلیم و بُردبار ہوتا ہے۔

جاری ہے.........